تصویر کشی فتاویٰ کی روشنی میں

مرتّب

محی السنۃ عارف باللہ حضرت اقدس مولوی عبد المنّان صاحب القاسمی مدظلہ العالی

بانی و ناظم: مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی سیتامڑھی (بہار)

خلیفہ ومجاز: محی السنۃ عارف باللہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب حقی ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت

مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی سیتامڑھی (بہار)

پن کوڈ ۸۴۳۳۰۲

تصویر کشی فتاویٰ کی روشنی میں

مرتّب

محب السنۃ عارف باللہ حضرت اقدس مولوی عبدالمنّان صاحب القاسمی مدظلہ العالی

بانی وناظم: مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی سیتامڑھی (بہار)

خلیفہ ومجاز: محی السنۃ عارف باللہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب حقی ہردوئی نوراللہ مرقدہٗ

شائع کردہ

شعبۂ نشر واشاعت

مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر

راجوپٹی سیتامڑھی (بہار)

پن کوڈ ٨٤٣٣٠٢

تفصیلات

نام کتاب: تصویر کشی فتاویٰ کی روشنی میں

مرتب: محبّ السنۃ حضرت مولوی عبدالمنان صاحب القاسمی مدظلہ العالی

صفحات: ٦٥

تعداد اشاعت: ٥٠٠٠ (پانچ ہزار)

سن اشاعت: ربیع الاول ١٤٤٤ھ مطابق اکتوبر ٢٠٢٢ء

طباعت: فائن آرٹس سیتامڑھی (مشاہد انور قاسمی) 9525644771

ناشر: شعبۂ نشر و اشاعت مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی، سیتامڑھی

ملنے کا پتہ

مکتبہ فیض ابرار طیب نگر راجوپٹی، سیتامڑھی، بہار

موبائل نمبر: 9801358177, 8084202242

فہرست

ایک مفید مجموعہ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم دیوبند سہارن پور یوپی

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

جب کوئی برائی معاشرہ میں عام ہوجاتی ہے تو اس کی قباحت وشناعت بھی دلوں سے نکل جاتی ہے، جس کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے ہیں، اسی قبیل سے تصویر کشی کا مسئلہ بھی ہے کہ احادیث طیبہ میں وارد تصویر کشی سے متعلق شدید ترین وعیدوں کے باوجود تصویر کشی اور تصویر کی اشاعت اس قدر عام ہوچکی ہے کہ اس سلسلہ میں عوام وخواص میں کوئی امتیاز بھی باقی نہیں رہ گیا ہے۔

اشتہارات اور تجارتی مقاصد کے تحت جو تصویریں شائع کی جاتی ہیں معاملہ صرف انہیں تک محدود نہیں ہے؛ بلکہ اب تو خالص دینی تقریبات اور اجتماعات کی بے محابا تصویر شائع کی جاتی ہیں۔

مدارس دینیہ اور مساجد تک اس معصیت سے محفوظ نہیں ہیں۔

اسمارٹ فون کے رواج کے بعد تصویر کشی اور ویڈیو گرافی میں بے تحاشا اضافہ ہوا

ہے اور سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا میں ایک ہوڑسی لگی ہوئی ہے۔

اس افسوس ناک صورت حال کے پیش نظر محبّ گرامی حضرت مولانا عبدالمنان صاحب زید مجدہم مہتمم مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجو پٹی سیتامڑھی نے ملک کے مرکزی اداروں کے دارالافتاء سے تصویر کشی کے سلسلے میں فتاویٰ حاصل کر کے ایک مفید مجموعہ تیار فرمایا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا زید مجدہم کی مساعی کو مفید مقبول اور مؤثر فرمائے اور امت کو عمل کی توفیق بخشے۔ والسلام

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۴/۱۲/۱۴۴۳ھ مطابق ۲۴/۷/۲۰۲۲ء

حرف چند

مخدوم ومحترم عالی مرتبت محبّ السنۃ حضرت مولانا عبدالمنان صاحب قاسمی دامت برکاتہم خلیفۂ ومجاز محی السنہ حضرت مولانا ابرارالحق حقی رحمۃ اللہ علیہ ہردوئی کو اللہ رب العزت نے علمی رسوخ، فقہی بصیرت، انتظامی مہارت، اصلاح معاشرہ کی فکرمندی کی دولت سے مالا مال کیا ہے، جرأت وبے باکی اس قدر ہے کہ منکرات پر نکیر بلاخوف لومۃ لائم کرتے ہیں، انہیں نہ مدح کی پرواہ ہے اور نہ قدح کا غم، شریعت کا حکم بلاکم وکاست پہونچانا، دینی تعلیم کو عام کرنا، سنت کی ترویج واشاعت اورلوگوں کی زندگیوں میں اسے داخل کرنا کرانا اور ملت کی اصلاح کی فکر ان کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہے، ان کی پوری زندگی بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لانے کی جدوجہد سے عبارت ہے، اس اعتبار سے حضرت مولانا کی شخصیت اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور دیر تک صحت وعافیت کے ساتھ باقی رہنے کو اپنی دعاؤں کا حصہ بنالینا چاہیے۔

''تصویر کشی فتاویٰ کی روشنی میں'' حضرت مولانا کی بڑی مفید تالیف ہے، تصویر کشی، ویڈیوگرافی اور اس قبیل کے منکرات پر حضرت نے ایک استفتاء تیار کیا اور اسے ملک کے نامور مفتیان کرام اور اداروں سے متعلق معروف ومشہور دارالافتاء کو ارسال کیا، جن مفتیان کرام اور دارالافتاء سے جوابات موصول ہوئے، ان میں

دارالافتاء امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ، وجھارکھنڈ، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور، جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات کے فتاوے شامل کتاب ہیں، مفتیان کرام نے شرح وبسط سے تحقیقی انداز میں اس مسئلے کو واشگاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ تصویر کشی، ویڈیو گرافی وغیرہ حرام ہے، اس کی حرمت پر عرب وعجم کے علماء متفق ہیں، بہت مختصر تعداد ان علماء کی ہے جو ان منصوصات کی تاویل کر کے اسے جائز قرار دیتے ہیں جو اس باب میں احادیث میں مذکور ہیں، بعض لوگ ابتلاء عام کی وجہ سے اس میں گنجائش کی بات کرتے ہیں، حالانکہ منصوصات میں ابتلاء عام مؤثر نہیں، کیوں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارے منکرات حلال ہو جائیں، حالاں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر مخدوم ومحترم حضرت مولانا نے جو استفتاء روانہ کیا اس کی نقل ہے، یہ استفتاء کئی محور پر مشتمل ہے، ان میں تصویر کشی، ٹی وی، ویڈیو گرافی، سی ڈی اور دینی جلسوں تک میں اسکرین کے استعمال، مسجد میں منعقد ہو رہے پروگرام کی موبائل اور دوسرے آلات سے ویڈیو گرافی، قریب البلوغ بچیوں کے ذریعہ مجمع عام کے سامنے تلاوت اور نعت خوانی، رَت جگے جلسے اور جلسوں میں خواتین کے دور دراز سے شرکت اور اس قسم کے بہت سارے سوالات حضرت نے مفتیان کرام سے کیے ہیں اور مفتیان کرام نے جو جوابات دیئے ہیں آگے کے صفحات میں انہیں بلفظہ نقل کیا ہے۔

میری رائے میں رسالہ ہر طرح مفید مدلل اور ایک بڑے منکر پر جس کے منکر

ہونے کا احساس بھی لوگوں کے دلوں سے ختم ہوگیا ہے، حجت قاطعہ اور براہین واضحہ ہے؛ لیکن کیا کہیے اب تو بزرگوں کے سوانح بھی مصور چھپ رہی ہے اور ڈاک ٹکٹ پر حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی تصویر چھپوا کر بھی ہم پھولے نہیں سمارہے ہیں۔

تصویر کے بارے میں حرمت کا مسئلہ واضح ہونے کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ ہم بے عملی کے شکار ہیں، جلسوں، میٹنگوں، شادی کی تقریبات میں جو تصویر کشی اور ویڈیوگرافی ہورہی ہے، اس کی حرمت بہت واضح ہے، لیکن ایسی تقریبات میں خواہی نہ خواہی ہماری شرکت ہوتی ہے اور ہم منکرات کے حصہ بن جاتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ قول وعمل کے اس تضاد کو حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کی جائے، ضرورت، حاجت اور بلا ضرورت کے فرق کو ملحوظ رکھا جائے، اللہ ہمیں بھی احتیاط واحتراز کی توفیق دے اور امت مسلمہ کو بھی۔

میں اس اہم کتاب کی تالیف پر مخدوم گرامی قدر کا شکر گذار ہوں، اس رسالہ کے قبول وتام اور حضرت کی صحت وعافیت کے ساتھ درازئ عمر کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

۹؍ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۱؍جون ۲۰۲۱ء

عرض مرتب

حامداً ومصلیاً ومسلماً!

تصویر کشی کی حرمت کے باوجود مختلف مجامع، مجلسوں، جلسوں، کانفرنسوں، تنظیمات کے اجلاس، مکاتب ومدارس کی تقریبات، انجمنوں کے جلسے اور شادی نکاح وداع ورخصتی کے موقعوں پر بے تأمل تصویر کشی کو دیکھ کر دل چاہتا تھا کہ اصحاب افتاء سے رجوع کر کے حالات وضروریات میں کب اور کن حالات میں رخصت شرعی طور پر حاصل ہے، اس کی گنجائش کو جانا جائے تاکہ خود بھی اور دوسروں کو ایسی رہبری حاصل ہو جائے کہ غیر ضروری تصویر کشی سے خود کو اور دوسروں کو بچایا جائے اور خواہ مخواہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے پرہیز کیا جا سکے اور نہی عن المنکر کی راہ بھی کھل جائے تاکہ ترک نہی عن المنکر پر جو وعیدیں وارد ہیں جن میں مذکور ہے کہ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلاَ اُجِيْبَ لَكُمْ وَتَسْأَلُوْنِيْ فَلاَ اُعْطِيَكُمْ وَ تَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلاَ اَنْصُرَكُمْ فَمَا زَادَ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى نَزَلَ (رواہ ابن ماجہ، فضاء اعمال باب فضائل تبلیغ صفحہ ۱۳، ۱۴) حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعاء مانگو اور قبول نہ ہو اور تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں یہ کلمات طیبات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے اور ممبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون پر وہ حضرات خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو دشمن کے مقابلہ کے لیے امور دینیہ میں تسامح اور مساہلت پر زور دیتے ہیں (فضائل

اعمال باب فضائل تبلیغ ص ۱۴) انہیں باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے احقر نے ایک استفتاء حسب توفیق خداوندی مرتب کر کے مرکز علمی دارالعلوم دیوبند مظاہر علوم سہارن پور درسگاہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات، امارت شرعیہ بہار اور جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مرادآباد وغیرہ کے دارالافتاء کو بھیج کر جوابات حاصل کئے جو نہایت مدلل وعقدہ کشا ہیں ۔ دل چاہا کہ اس کی اشاعت کر کے عوام وخواص تک پہونچایا جائے تاکہ حرمت وضرورت کو سامنے رکھ کر راہ اعتدال اختیار کی جائے تاکہ اس عظیم گناہ کی نفرت دل میں جاگزیں ہو جائے اور اگر ابتلاء ہو تو یہ بات پیش نظر رہے کہ قانونی مجبوری اور ضروریات کا تقاضا نہ ہوتا تو میں تصویر نہ کھینچتا اور نہ کھنچواتا تاکہ توبہ سے غفلت نہ ہو، اور اس گناہ پر اصرار نہ ہو، مَا اَصَرَّ مَنْ اِسْتَغْفَرَ وَلَوْ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً، آدمی اگر گناہ سے توبہ کرتا ہے تو مصر علی المعصیت نہیں ہوگا اور اس کی توبہ قبول ہوتی رہے گی۔

اسی اثناء میں عزیز مولوی کیفی حیدر استاذ مدرسہ امدادیہ اشرفیہ جناب مولانا مناظر صاحب استاذ مدرسہ ہذا مولوی مفتی عبدالباقی سلمہٗ وغیرہ کی رائے ہوئی کہ اس مفید بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر رسالہ کو شائع کر کے عام کیا جائے اس لئے ابتلاء اشتغال ہو تو سچے دل سے توبہ کریں تاکہ اعمال نامہ صاف رہے۔

جن اہل خیر کے مالی تعاون سے یہ مفید مجموعہ زیور طبع سے آراستہ ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون کو قبول فرما کر صلاح دارین وفلاح دارین کا ذریعہ بنائے آمین۔

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰہِ

عبدالمنان القاسمی غفرلہ رجواڑوی

۱۶ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۲۰۲۲ء

باسمہٖ تعالیٰ

تصویر کشی فتاویٰ کی روشنی میں

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے سلسلہ میں کہ

آج کل تصویر کشی کا سلسلہ اتنا عام ہو چلا ہے کہ دنیوی تقریبات جلسے جلوس اور پروگراموں کی تصویر کشی کی طرح دینی تقریبات، مدرسوں کے جلسوں، قرآنی مسابقوں، مسلم تنظیموں کے اجلاسوں، اصلاح معاشرہ کے پروگراموں میں بھی تصویر کشی کی جاتی ہے اور ویڈیو گرافی بھی تنظیمات کے ذمہ داران میڈیا کے نام پر ٹی وی، ویڈیو گرافی، اور تصویر کشی کو عملاً اختیار کرتے ہیں اسی طرح بعض اہل مدارس بھی سی ڈی، اور ویڈیو گرافی کے ذریعہ دور دراز علاقوں میں اہل خیر حضرات کو پیش کر کے ان کو اعتماد میں لے کر چندہ کی فراہمی کا کام انجام دیتے ہیں، حتی کہ مدرسہ میں جانور کو ذبح کرتے ہوئے، طلبہ کو کھاتے ہوئے، مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے، مدرسہ میں صبح کا ترانہ پڑھتے ہوئے تصویر لی جاتی ہے اور اہل خیر واہل ثروت کو دکھایا جاتا ہے اور بعض مرتبہ اہل خیر اس کا مطالبہ بھی کرتے ہیں اگر مسجد ومدرسہ کا فوٹو بلا تصویر دکھایا جائے تو ان کو اطمینان نہیں ہوتا ہے اور یہ بتلانے پر کہ ناجائز ہے ان مدارس ومساجد کے فوٹو پیش کرتے ہیں جن میں نمازی اور طلبہ کی تصویر ہوتی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ تم ہی مولوی ہو یہ لوگ بھی تو مولانا، مفتی ہیں۔

تو کیا عموم بلویٰ کی وجہ سے تصویر کشی ''اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ'' کی بناء پر جائز کہا جاسکتا ہے یا حرام ہی رہے گی۔

(ب) ٹی وی، ویڈیو گرافی، سی ڈی اور اسکرین جس کا استعمال ہوٹلوں، کارخانوں اور دکانوں میں بے دھڑک کیا جارہا ہے سب کے احکام یکساں ہیں یا مختلف؟ بہت تیزی کے ساتھ اسکرین کا استعمال دینی جلسوں اور خاص کر عورتوں کے مجمع میں کیا جانے لگا ہے اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ عورتیں خطیبوں، مقرروں، اور شاعروں کے دیکھنے کے لئے بے پردگی کی مرتکب نہ ہوں بلکہ وہ پردہ کے پیچھے بذریعہ اسکرین خطیبوں شاعروں اور شرکاء جلسہ کو دیکھتی رہیں، اس کے استعمال سے ان عورتوں کو بھی آئندہ ٹی وی وغیرہ کی تحریک ہوتی ہے اور بے خطر عورتیں اور مرد اس کو دلیل بنا کر دیگر موقعوں میں بھی استعمال کریں گے کہ فلاں فلاں دینی جلسوں میں لگایا گیا اور علماء کرام نے نکیر نہیں کی اور اس کو نہ روکا نہ بند کرایا لہٰذا جائز ہے۔

اس لئے براہ کرم بتلایا جائے کہ دینی جلسوں اور اصلاح معاشرہ کے پروگراموں کو اسکرین کے ذریعہ عورتوں کا دکھانا (جبکہ اس میں غیر مردوں کی تصویر پر ہمہ وقت نگاہ رہتی ہے اور مقررین وشعراء کے طرز ادا سے محظوظ ہونا ظاہر ہے) جائز ہے یا ناجائز؟

اگر ناجائز ہے تو سرپرست جلسہ، صدر جلسہ اور مقررین حضرات پر نکیر کرنا لازم و ضروری ہے یا نہیں جب کہ نکیر نہ ہونے سے عوام جواز پر استدلال کرتی ہے۔

(الف) اگر مسجد شرعی میں کوئی دینی جلسہ یا مسابقہ قرآنی ہوتا ہو تو مسجد کے اندر ویڈیو گرافی کرنا اور کامیاب طلبہ کا ہر طرف سے کیمرہ یا موبائل کے ذریعہ تصویر لینا عام مجلسوں کا حکم ہے یا مسجد کے اندر ایسے عمل کا کوئی اور حکم ہوگا؟

یہ بات مدنظر رہے کہ عرب ممالک میں بھی یہ سب کام ہوتے ہیں اور ان کو نکیر کی دستی، لسانی اور قلبی قوت حاصل ہے پھر بھی نکیر نہیں ہوتی تو کیا اہل ہند کے لئے ان کا یہ

عمل جواز کی دلیل بن سکتا ہے۔

(ب) جلسوں میں ذمہ داران جلسہ مراہقہ (نیم بالغ) بچیوں کو تلاوت قرآن، اورنعت خوانی کے لئے مردوں کے مجمع کے سامنے پیش کرتے ہیں اور مجمع پوری توجہ کے ساتھ ان کی طرف رخ کر کے سنتا ہے ذمہ داران جلسہ کے لئے ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) ان دنوں بہار میں جلسہ پوری رات ہوتا ہے ۱۵ر۲۰ کلو میٹر دور کی خواتین بسوں سے، پیدل اور مختلف سواریوں سے جلسہ گاہ آتی ہیں اور اکثر عورتیں وہ ہوتی ہیں جن کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہوتا ہے، منتظمین کی جانب سے مردوں کی نشست کا الگ نظم ہوتا ہے اور عورتوں کی نشست کا الگ پردہ کے ساتھ نظم ہوتا ہے مگر عملاً یہ ہوتا ہے کہ جلسہ کے موقع سے مختلف اشیاء کی جو دکانیں لگائی جاتی ہیں مستورات ان دکانوں میں بے محابا پردہ کے بغیر خرید و فروخت کرتی رہتی ہیں اور یہ سلسلہ اختتام جلسہ تک جاری رہتا ہے، اس دوران مردوں سے اختلاط بھی ہوتا رہتا ہے۔

تو کیا اس طرح کے دینی جلسوں میں عورتوں کی شرکت جائز ہے اور ان کے سرپرستوں کے لئے ایسے جلسوں میں شریک ہونے کی اجازت دینا درست ہے؟ یا سرپرست پر لازم ہے کہ عورتوں کو جلسوں میں شریک ہونے سے روک دے۔ نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ فجر تک جلسوں کا کیا حکم ہے؟ رات کو کتنے بجے تک جلسہ کرنا موزوں و مناسب ہے۔ **بینوا بالدلیل توجروا الجزیل :**

عبدالمنان القاسمی غفرلہ رجواڑوی

۸ر رجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰ر مئی ۲۰۱۲ء

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوی نمبر ۳٦۸

الجواب وباللہ العصمۃ التوفیق

حامدا ومصلیا ومسلما! تصویر کشی تصویر سازی تصویر نمائی وغیرہ جیسے امور حرام کا گناہ کبیرہ ہونا بلکہ لعنت اللہ کا موجب ومصداق ہونا ملائکۂ رحمت کے بجائے لعنت والے فرشتوں سے تلبس اور ہم نشیں ہونا، مال ضائع کرنا، حیاء وشرم، حمیت ایمانی اور غیرت اسلامی کا فقدان ہوجانا ظاہر ہے، ٹی وی، ویڈیوگرافی اسکرین پر مقررین مبلغین شعراء کو دکھایا جانا اور عورتوں کا ان کو اسکرین کے پردہ کے توسط سے دیکھنا عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہونا ان جیسے امور کا حرام اور بڑے بڑے گناہوں پر مشتمل ہونا ایسا ظاہر وباہر ہے کہ معمولی سا دینی شعور رکھنے والا شخص بھی اس کو صاف محسوس کرتا ہے پھر دینی جلسوں، محفلوں اور مسابقوں نیز مساجد ومدارس میں ان جیسے آلات کا استعمال جس قدر قباحت و شناعت سے مملوء ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں، عموم بلویٰ قرار دے کر جواز کشید کرنا بھی بے محل ہے، اہل خیر حضرات کو اعتماد میں لے کر فراہمی چندہ میں سہولت کا ہوجانا کوئی دلیل شرعی نہیں ہے فرضی اور جعلی فلمیں لوگ بنوا کر لمبی لمبی رقمیں مالداروں کو اعتماد میں لے کر اینٹھ لینے میں کامیاب ہورہے ہیں، یہ کوئی فرضی احتمال نہیں بلکہ حقائق ثابتہ ہیں، جلسہ گاہ سے متعلق دوکانوں میں عورتوں مردوں کا اختلاط حرام ہے اگرچہ جلسہ گاہ میں ان کا انتظام علیحدہ بھی کردیا جاتا ہو اور اس قسم کے جلسوں میں شرکت کے لئے عورتوں کے شوہر و

محارم کا اجازت دینا بھی ناجائز و گناہ ہے بلکہ ان میں شرکت کرنے سے روکنا واجب ہے۔ پوری پوری رات جلسوں کا منعقد کرنا بھی مفاسد کثیرہ پر مشتمل ہے اگر مغرب سے عشاء تک دین کی ضروری ضروری باتیں بتلا دی جائیں اور استفتاء ہذا میں جو مفاسد مذکور ہیں نیز ان کے علاوہ بھی جو جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کو مل جل کر حکمت و بصیرت کے ساتھ ختم کر دیں اور بعد نماز عشاء سامعین اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جایا کریں تو امید ہے کہ اس قسم کے دینی جلسوں سے عامۃ المسلمین کو بہت فائدہ پہونچے گا جیسا کہ متعلقہ جماعت کے بڑے بڑے اجتماعات اور مقامی چھوٹے بڑے نظاموں میں ایسا ہی ہوتا ہے اور اس کا فائدہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی مشاہد ہے، مغرب سے عشاء تک جلسہ کا وقت کوئی واجبی درجہ نہیں، علماء صالحین، متقین، اہل فتویٰ مقامی حضرات کچھ تغیر و تبدل کو مناسب سمجھیں تو اس میں بھی گنجائش ہے بلکہ مقامی جلسوں و دینی محفلوں، مسابقوں وغیرہ کے منعقد کرنے اور چلانے وغیرہ میں مقامی علماء اہل تقویٰ حضرات کی ہدایات و مشوروں کو مشعل راہ بنایا کریں تو ان شاء اللہ مفاسد سے بہت حد تک تحفظ ہو جائیگا اور دینی مجالس سے فوائد کثیرہ عامۃ مسلمین کو حاصل ہوا کریں گے۔

فقط۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمود حسن غفرلہ بلند شہری دار العلوم دیوبند

زین الاسلام قاسمی مفتی دار العلوم

فخر الاسلام عفی عنہ

حبیب الرحمٰن عفی اللہ عنہ

۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ الموافق ۹ رجون ۲۰۱۲ء یوم السبت

دارالافتاء

مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈھابیل گجرات

۳۳/۶۷۶

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلما!

اصل جواب سے پہلے بطور تمہید چند امور کو جان لینا ضروری ہے، تاکہ جواب سمجھنے میں سہولت ہو۔

(۱) آپ نے تحریر فرمایا ہے، عموم بلویٰ کی وجہ سے تصویر کشی کو "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ" کی بناپر جائز کہا جاسکتا ہے یا حرام ہی رہے گی؟

عموم بلویٰ نصوص قطعیہ پر اثر انداز نہیں ہوتا، یعنی جو چیز از روئے قرآن وحدیث حرام وناجائز ہو، عموم بلویٰ کی وجہ سے وہ جائز نہیں ہوتی، جس ضرورت کی وجہ سے ناجائز امر کا ارتکاب جائز ہوجاتا ہے، اس ضرورت کو سمجھنا بھی ضروری ہے، وہ کون سی ضرورت ہے؟ حضرات فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے پانچ درجات ہیں، الاشباہ والنظائر کے قاعدہ "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ" کی شرح کرتے ہوئے علامہ حموی "فتح المدبر" کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

فی "فتح المدبر" ھھنا خمسة مراتب:

ضَرُوْرَةٌ، و حَاجَّةٌ، و مَنْفِعَةٌ، وزِیْنَةٌ، وفُضُوْلٌ،

(۱) فَالضَّرُوْرَۃُ: بُلُوْغُـهُ حدا اِنْ لَمْ يتناولِ الْمَمْنوعَ، هَلكَ اوقَارَبَ، وهذا يُبِيْحُ تناولَ الحرامِ.

(۲) الحَاجَّة: كَالجائع الذى لَوْلَمْ يَجِدْ مَاياكُلُهُ لَمْ يَهْلِكْ غَيْرَ انَّه يكونُ فى جهدٍ و مَشَقَّةٍ وهٰذَا لايُبِيح الحرامَ، وَ يُبِيح الفِطْرَ فِيْ الصَّوْمِ.

(۳) والمنفعة: كالذى يَشْتَهِيْ خبزَ البُرِّ و لَحْمِ الْغَنَمِ وَ الطَّعَامِ الدسم.

(۴) والزينةُ: كالْمُشْتَهِي بِحلوى والسكرِ.

(۵) والفضولُ: التَّوَسُّعُ بِأَكْلِ الْحرامِ و الشُّبْهَةِ (الاشباه و النظائر مع شرحه الحموى الفن الاول القاعدة الخَامسة ص ۳۰۸)

مذکورہ بالا عبارت کی شرح کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں ضرورت کے ۵ درجات ہیں: (۱) ضرورت بمعنیٰ اضطرار: یعنی ممنوع کا ارتکاب اتنا ناگزیر ہو جائے کہ اگر ایسا نہ کرے تو جان کی ہلاکت کا خطرہ ہو۔

(۲) ضرورت بمعنیٰ حاجت: یعنی ممنوع کے ارتکاب نہ کرنے سے ہلاکت کا اندیشہ تو نہ ہو، لیکن سخت مشقت کا خطرہ ہو۔

(۳) ضرورت بمعنیٰ منفعت: یعنی ایسی ضرورت جس کے پورا نہ ہونے سے ہلاکت یا مشقت کا خطرہ نہ ہو، بلکہ محض اپنی خواہش کی تکمیل مقصود ہو۔

(۴) ضرورت بمعنیٰ زینت: یعنی محض زیب و زینت کے لئے امر ممنوع کے ارتکاب کی ضرورت ہو۔

(۵) ضرورت بمعنیٰ فضول: یعنی فضول خرچی کے لئے ضرورت کا اظہار یا محض

توسع کے لئے حرام اور مشتبہ چیزوں کے استعمال کا خیال ہو۔

ان میں سے صرف اول درجہ کی ضرورت (یعنی ضرورت بمعنی اضطرار) سے امر حرام کا ارتکاب جائز ہوتا ہے، اس سے نیچے درجہ کی ضرورتیں (نمبر۲ تا ۵) حرام کے استعمال کے لئے مجیز نہیں بن سکتیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

امت کو گناہ سے بچانے کے لئے بھی حکم میں تخفیف کا اصول حضرات فقہاء کے نزدیک مسلم ہے، اسی کو علت عموم بلویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ عموم بلویٰ کی ضرورت بمعنیٰ اضطرار میں داخل نہیں، بلکہ ضرورت بمعنی حاجت میں اس کا شمار ہے لہٰذا عموم بلوی سے صرف ظنی اور اجتہادی حرمتوں کے احکامات میں تسہیل ہوتی ہے، حرمت قطعی کے ارتفاع میں عموم بلویٰ موثر نہیں ہے اور اس کی تائید ارشاد نبوی ﷺ سے ہوتی ہے کہ آخر زمانہ میں سود کا اس قدر شیوع ہو جائے گا کہ ہر آدمی کم از کم اس کے غبار سے متاثر ضرور ہوگا۔

اس ارشاد کے باوجود سود کی حرمت بدستور برقرار رہی، اگر عموم بلویٰ کا لحاظ نصوص قطعیہ میں کیا جاتا تو اس شیوع کی بنا پر سود کی کھلی اجازت دے دی جاتی، مگر امت اس پر متفق ہے کہ سودی معاملات میں کثرت کی بنا پر سود کی قطعی حرمت کو مرتفع نہیں کیا جا سکتا، معلوم ہوا کہ عموم بلویٰ نصوص قطعیہ پر اثر انداز کسی درجہ میں نہیں ہوتا (فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ۳۸۱ تا ۳۹۲)

خلاصہ یہ ہے کہ تصویر کھنچوانا، بنانا نصوص سے حرام ہے لہٰذا عموم بلوی کی وجہ سے یہ حرام کام جائز نہیں ہو سکتا۔

تصویر کی حرمت پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند آگے آ رہی ہیں۔

(۲) یہ اصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے، خواہ (خدانخواستہ) ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے، اگر کوئی ڈاکٹر کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو بیماری ''بیماری'' ہی رہے گی، کوئی دانشمند تو کیا معمولی عقل والا شخص بھی اس ''بیماری'' کو صحت کا نام دے سکتا ہے؟ (ماخوذ از آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸/۳۷۴، ۳۷۴) لہٰذا کسی مسلم تنظیم یا کسی دینی اجلاس، یا کسی عالم دین، یا امام حرم کی تصویر کشی کروانا، اس کے جواز کی دلیل نہیں۔

(۳) اسلام نے جہاں احکام شرعیہ کی نشر و اشاعت کا حکم دیا ہے، وہاں نشر و اشاعت کے اصول و آداب بھی سکھائے ہیں، ان اصول و آداب کے دائرہ میں رہ کر ہم دینی احکام کی نشر و اشاعت کے مکلّف ہیں، ناجائز اور حرام امور کا ارتکاب کر کے نشر و اشاعت کرنا چندہ کرنا وغیرہ وغیرہ اسلامی تعلیم کی روح کے خلاف ہیں۔

جی چاہتا ہے کہ تمہید کی اس دفعہ کے ذیل میں محدث عصر حضرت علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کا اس سلسلہ میں ارشاد فرمودہ قیمتی اصول۔ جو دینی تنظیموں اور اداروں کے ذمہ داران کے لئے لوح قلب پر نقش کرنے کے قابل ہے۔ نقل کیا جائے:

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں: کہ بعض حضرات نے مولانا (محمد یوسف بنوریؒ) سے فرمائش کی تھی کہ وہ ٹیلی ویژن پر خطاب فرمائیں، حضرت بنوریؒ نے اس کے جواب میں ایسی اصولی بات ارشاد فرمائی جو دینی دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے حرز جان بنانے کے قابل ہے فرمایا:

اس سلسلہ میں میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ ہے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو، لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلّف ضرور ہیں کہ تبلیغ دین کے لئے جتنے جائز ذرائع ووسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرہ میں رہ کر تبلیغ کے مکلّف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اور آداب تبلیغ کو پس پشت ڈال کر جس جائز وناجائز طریقے سے ممکن ہو، لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں اگر ہم جائز وسائل کے ذریعے اور آداب تبلیغ کے ساتھ ایک شخص کو بھی دین کا پابند بنا دیں گے تو ہماری تبلیغ کامیاب ہے اور اگر ناجائز ذرائع اختیار کر کے ہم سو آدمیوں کو بھی اپنا ہم نوا بنالیں تو اس کامیابی کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت نہیں، کیونکہ دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی، فلم اپنے مزاج کے لحاظ سے بذات خود اسلام کے احکام کے خلاف ہے، لہٰذا ہم اس کے ذریعے تبلیغ دین کے مکلّف نہیں ہیں، اگر کوئی شخص جائز اور باوقار طریقوں سے ہماری دعوت کو قبول کرتا ہے، تو ہمارے دیدۂ ودل اس کے لئے فرش راہ ہیں، لیکن جو شخص فلم دیکھے بغیر دین کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہو، اسے فلم کے ذریعے دعوت دینے سے ہم معذور ہیں، اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں، تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لئے استعمال کریں گے، کل بے حجاب خواتین کو

اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا اور رقص وسرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی، اس طرح ہم تبلیغ کے نام پر خود دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہوں گے۔ (نقوشِ رفتگاں ۱۰۴ تا ۱۰۵)

(۴) تصویر کی حرمت پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں چھوٹا سا بچھونا خرید لیا، جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر تشریف نہیں لائے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا تم نے جو تصویریں بنائی تھیں، ان میں جان بھی ڈالو۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ)

(۲) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

(۳) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا، جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے لگے، یہ لوگ ایک ذرہ تو بنا کے دکھائیں، یا ایک دانہ اور ایک جو تو بنا کے دکھائیں۔ (حوالہ بالا)

(۴) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا۔ (حوالۂ بالا)

(۵) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، اس نے جتنی تصویریں بنائی تھیں، ہر ایک کے بدلے میں ایک روح پیدا کی جائے گی، جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔

(حوالۂ بالا، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸/۴۶۷)

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات لکھے جاتے ہیں:

(۱) سوال میں ذکر کردہ تمام تقریبات میں تصویر کشی، ٹی وی، ویڈیو گرافی کا عمل ناجائز و حرام ہے، اصلاح معاشرہ کے پروگراموں سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کو مٹایا جائے، اور لوگوں کو قرآن و سنت کے پاکیزہ احکام سے روشناس کیا جائے، اسی مجلس میں تصویر کشی کر کے زبان حال سے اسلامی تعلیمات کی غلط ترجمانی کی گئی کہ اسلامی احکام کا تعلق صرف زبانی جمع خرچ سے ہے عمل سے نہیں (نعوذ باللہ) آپ ہی بتائیے کہ یہ اصلاح معاشرہ ہے یا اَفساد معاشرہ؟ اس تنظیم کے زعماء اپنے

زعم میں چاہے اپنے آپ کو اصلاح معاشرہ کا علمبردار جانیں مگر شریعت کی نظر میں اصلاح معاشرہ کا علمبردار کہنا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں منافقین ''جو یہ کہتے تھے اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ہم ہی تو ہیں اصلاح کرنے والے'' کے بارے میں فرمایا اَلاَ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰکِنْ لَّایَشْعُرُوْنَ. جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے۔ (بقرہ ۱۱)

لہٰذا اصلاح معاشرہ کے علمبردار حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ اصلاح کے لئے صرف لچھے دار بیانات کر دینا کافی نہیں بلکہ عمل کا رخ بھی شریعت کے مطابق صحیح ہونا ضروری ہے، چندہ کی خاطر مسجد کے مصلیوں یا مدرسہ کے طلبہ کے ساتھ مسجد اور مدرسہ کا فوٹو کھینچنا جائز نہیں، یہ کوئی شرعی ضرورت نہیں جن اصحاب خیر لوگوں کو فوٹو کے بغیر اطمینان نہیں ہوتا ان کو صاف کہہ دیا جائے کہ ہم ناجائز امر کا ارتکاب کر کے چندہ نہیں کریں گے، ذرا خودداری اور استغناء سے کام لیجئے، پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ کی کیسی مدد آتی ہے۔

اگر واقعۃً ایسا ہی ہے کہ امراء تصاویر کے بغیر چندہ نہیں دیتے، تو تصویر کشی کے گناہ سے بچتے ہوئے غرباء سے چندہ کیا جائے، غرباء تصویر کا مطالبہ نہیں کریں گے، اور ان کے چندہ میں خیر و برکت زیادہ ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ایک ملفوظ نقل کیا جاتا ہے، اس پر غور کریں کہ ہمارے اکابر کی نظر میں امور دینیہ کے لئے چندہ جمع کرنے میں منکرات کا ارتکاب کتنا خطرناک تھا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ: مولانا مبارک علیؒ (سابق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ:

حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے سامنے کسی نے یہ شکل پیش کی کہ مدارس اسلامیہ کے لئے چندہ جمع کرنے میں بہت سے منکرات پیش آتے ہیں لوگوں میں علم وعلماء کی تحقیر پیدا ہوتی ہے وغیرذالک اور چندہ نہ کریں تو ان مدارس کا کام کیسے چلے؟

حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ چندہ کرو، مگر غریبوں سے کرو۔

حضرت (تھانویؒ) نے یہ روایت نقل کر کے فرمایا کہ: یہ بالکل صحیح علاج ہے وجہ یہ ہے کہ غریب لوگ چندہ جمع کرنے والے علماء کو حقیر نہیں سمجھتے، تعظیم کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور جو کچھ دیتے ہیں ان پر بار خاطر بھی نہیں ہوتا، خوش دلی کے ساتھ دیتے ہیں جس میں برکت ہی برکت ہے۔

مگر اس پر سوال ہوگا کہ غریب لوگوں سے چندہ ملے گا ہی کتنا؟ مقدار چندہ بہت گھٹ جائے گی، مگر یہ خیال اولاً تو یوں غلط ہے کہ دنیا میں ہمیشہ غریبوں کی تعداد زیادہ اور مالداروں کی کم رہی ہے، اگر سب غریب ایک ایک آنہ دینے لگیں تو لاکھوں کی رقم جمع ہو جائے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر فی الواقع چندہ کم وصول ہو، تو کام کو اسی پیمانہ پر کرو زیادہ نہ بڑھاؤ، کیا ضروری ہے کہ قدرت سے زیادہ بار اٹھایا جائے؟

(مجالس حکیم الامت ۳۱۱)

جو عوام یہ کہتے ہیں کہ ”تم ہی مولوی ہو یہ لوگ بھی تو مولانا مفتی ہیں“ یہ جرأت اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم لوگ دین کے نام پر حدود شریعت پار کر کے دینی کام کرتے ہیں۔

(۲) ٹی وی، ویڈیو گرافی اور سی ڈی میں ضبط کردہ تصاویر کے احکام یکساں ہیں یعنی یہ بھی ناجائز ہے، جس طرح مردوں کے لئے عورتوں کی تصاویر دیکھنا ناجائز ہے، اسی

طرح عورتوں کے لئے مردوں کی تصاویر دیکھنا ناجائز ہے۔ اس سلسلہ کی حدیث شریف آگے آرہی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَادٍیُقَالُ لَہٗ اَنْجَشَہ وَ کَانَ حُسْنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلیَّ اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُوَیْدَکَ یا اَنْجَشَۃُ لَاتُکْسِرُ الْقَوَارِیْرَ قَالَ قَتَادَۃُ یعنی ضُعْفَۃَ النِّسَاءِ (متفق علیہ (مشکوۃ ۴۱۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک حدی خواں تھا، اس کا نام انجشہ تھا اور وہ خوش آواز تھا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انجشہ! ٹھیرو کہیں شیشیاں نہ توڑ دینا، قتادہ فرماتے ہیں کہ شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں۔ انتہی

اس پر مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہ وَسَلَّمَ اَنْجَشَۃَ أَنْ یَّغُضَّ مِنْ صَوْتِہِ الْحَسنِ وَ خَافَ الْفِتْنَۃَ عَلَیْھِنَّ بِاَن یَّقَعَ مِنْ قُلُوبِھِنَّ مَوْقِعًا لِضُعْفِ عَزَائِمِھِنَّ وَ سرعۃِ تَأثُّرِھِنَّ (لمعات کذا فی حاشیۃ المشکوۃ)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے انجشہ کو حکم فرمایا کہ اپنی آواز کو پست کر دے اور آپ کو خوف ہوا کہ کہیں یہ عورتوں کے دلوں میں کھب نہ جائے اور فتنہ واقع ہو، کیونکہ عورتوں کا استقلال کمزور ہوتا ہے اور ان کے دل میں ایسی باتوں کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ (کفایت المفتی ۳۹۷/۵)

(۳) موبائل اور کیمرہ کے ذریعہ کشیدہ تصاویر ناجائز ہیں یعنی جس طرح قلم کے ذریعہ تصاویر بنانا ناجائز ہیں، اسی طرح کیمرہ اور موبائل کی مشین سے محفوظ کی ہوئی

تصاویر بھی ناجائز ہیں۔ (ماخوذ از آپ کے مسائل اور ان کا حل ۸/۴۷۶)

تصویریں بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ (ایضاً ۴۵۶)

''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' سے مختصر ایک سوال وجواب نقل کیا جاتا ہے:

ہمارے ملک کے بڑے بڑے علماء سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہیں، آئے دن اخبارات ورسائل میں ان کے انٹرویوز آتے رہتے ہیں، جن کے ساتھ ان کی تصویر بھی چھپتی ہے، لیکن کسی عالم نے اخبار یا رسالے کو منع نہیں کیا کہ انٹرویو چھاپ دیں اور تصویر مت چھاپنا۔

حج کے دوران مناسک حج بھی ٹی وی پر براہ راست دکھائے جاتے ہیں، کیا یہ بھی ٹھیک ہے؟ اور دیکھنے والا بھی گناہ گار ہے؟ جبکہ یہ بھی ایک عکس ہے، اس قسم کی بے شمار چیزیں ہیں، جو کہ آپ کو بھی معلوم ہیں۔

جواب:۔ اس سوال میں ایک بنیادی غلطی ہے، وہ یہ کہ ایک ہے قانون اور دوسری چیز ہے قانون پر عمل نہ ہونا، میں تو شریعت کا قانون بیان کرتا ہوں، مجھے اس سے بحث نہیں کہ اس قانون پر کہاں تک عمل ہوتا ہے، اور کہاں تک عمل نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے اب اگر بالفرض ساری دنیا بھی اس قانون کے خلاف کرنے لگے تو اس سے قانون شرعی تو غلط نہیں ہو جائے گا ہاں! قانون کو توڑنے والے گناہ گار ہوں گے جو نوٹوں پر تصویریں چھاپتے ہیں، اخبارات میں فوٹوں چھاپتے ہیں، حج کی فلمیں بناتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قانون کے مقابلے میں ان لوگوں کا قول وفعل حجت ہے؟ اگر نہیں تو

ان کا حوالہ دینے کے کیا معنی؟

خوب سمجھ لیجئے! کہ پاکستان کا سربراہ ہو، یا سعودی حکمران، سیاسی لیڈر ہو، یا علماء و مشائخ، یہ سب امتی ہیں، ان کا قول و فعل شرعی سند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کا حوالہ دیا جائے۔ یہ سب کے سب اگر امتی بن کر اپنے نبی ﷺ کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر پائیں گے، اور اگر نہیں کریں گے تو بارگاہ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے، پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں یا پکڑلیں۔ بہرحال کسی مجرم کی قانون شکنی، قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی، ہم لوگ بڑی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جب قانون الٰہی کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کے عمل کا حوالہ دیتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ۸/۴۷۴، ۴۷۵)

جن لوگوں کو گناہ پر نکیر کی قوت حاصل ہو، پھر بھی نکیر نہ کرے، چاہے وہ اہل عرب ہوں یا اہل ہند، ان کے لئے حدیث شریف میں سخت وعید وارد ہوئی ہے:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ اگر کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت اور قوم میں کوئی شخص باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی، تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث شریف ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہے۔ (فضائل اعمال ص ۲۷۸)

(۴) ایسی قریب البلوغ بچیوں کو تلاوت قرآن اور نعت خوانی کے لئے جلسے میں پیش کرنا فتنہ کا باعث ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے، محمود الفتاوی سے ایک سوال و جواب کا ضروری حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

سوال: مدرسہ کے سالانہ انعامی اجلاس کے موقعوں پر مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کو اردو عربی اور انگریزی میں نظمیں، تقریر اور مکالمے یاد کرائے جاتے ہیں، ان طالبات کی ہمت افزائی کے لئے اس قسم کا پروگرام احاطۂ مسجد میں کسی وسیع کمرے یا صحن مسجد میں رکھا جائے اور صرف مستورات کو ہی مدعو کیا جائے تو شرعاً اس کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلما! حضرت مفتی (محمود حسن نور اللہ مرقدہٗ) صاحب تحریر فرماتے ہیں: نوعمر لڑکیوں کا اس طرح جلسہ کرنا بظاہر ان کی تعلیمی ترقی اور غیر تعلیم یافتہ مستورات میں تعلیمی ترغیب کا ذریعہ بھی ہے، ان کو معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں، مافی الضمیر کے ادا کرنے کا سلیقہ بھی پیدا ہوتا ہے، تقریر کی مشق بھی ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی اس میں فتنے بھی ہوتے ہیں، خاص کر جب مرد بھی لاؤڈ اسپیکر پر ان کی تقریر، مکالمے سنتے ہوں اور دل چسپی لیتے ہوں اور نظمیں بھی ترنم کے ساتھ پڑھی جاتی ہوں، اگر چھوٹی بچیاں ہوں، تو اس میں فتنہ نہیں بڑی لڑکیوں کا حال دوسرا ہے، ان کو اس طرح نہ تعلیم دی جائے نہ تقریر کرائی جائے۔ (محمود الفتاوی ۳/۶۶۵ تا ۶۶۷)

(۵) اس طرح دور دراز عورتوں کا رات کو سفر کر کے اجلاس میں شرکت کرنا بے محابا مردوں کے ساتھ اختلاط کرنا جائز نہیں۔

حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کے فتاوی ''محمود الفتاوی'' سے ایک جواب نقل کیا جاتا ہے۔

حامداً ومصلیاً ومسلما: مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ عورتوں کے مجالس وعظ میں جانے سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں تحریر

فرماتے ہیں: عورتوں کو فقہاءِ حنفیہ نے نماز کی جماعتوں اور عیدین اور مجالس وعظ میں جانے سے منع کیا ہے، اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتوں کے لئے مجالس وعظ اور جماعت نماز اور عیدین میں جانا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے قریب ہے، اور اس حکم فقہی کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: عَــــنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: لَوْ أَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ، كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيل، فُقُلْتُ لِعُمْرَةَ اَوْ مُنِعْنَ، قَالَتْ: نَعَمْ، رواه البخاری:

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی یہ حرکات جو انہوں نے اب اختیار کی ہیں رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں، راوی کہتا ہے کہ میں نے عمرہ سے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ انتھی۔

اس حدیث سے نہایت صاف طور پر یہ بات معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں ہی عورتوں کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ ان کا گھروں سے نکلنا اور جماعتوں میں جانا سبب فتنہ تھا اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ و دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عورتوں کو جماعت میں آنے سے منع کرتے تھے۔

علامہ عینیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت میں جس میں عورتوں کا زمانۂ رسالت میں عیدین میں جانا مذکور ہے تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: كَانَ هٰذَا فِي زَمَنِه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَمَّا الْيَوْمَ فَلَا تَخْرُجُ الشَّابَةُ ذَاتَ الْهَيْئَةِ، وَلِهٰذَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰه عَنهَا: لَو رَأَىٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي اسْرَائِيلَ، قُلْتُ : هٰذَا الْكَلَامُ مِنْ عَائِشَةَ بَعْدَ زَمَنٍ يَسِيْرٍ جِدًّا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ امَّا الْيَوْمَ فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ فَلَا يُرَخَّصُ فِي خُرُوْجِهِنَّ مُطْلَقًا لِلْعِيْدِ وَ غَيْرِهِ (عینی شرح بخاری)

ترجمہ: علماء نے فرمایا کہ عورتوں کا عیدین میں جانا رسول خدا ﷺ کے زمانے میں اس لئے تھا کہ وہ زمانہ خیر و برکت کا تھا اور فتنہ کا خوف نہ تھا، اور آج کل جوان خوب صورت خوش وضع لباس میں جاتی ہیں ہرگز نہ جائیں اور اسی لئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حرکات ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے بہت تھوڑے دنوں کے بعد کا ہے، اور آج کل تو خدا کی پناہ! پس مطلقاً عورتوں کو عید اور غیر عید میں جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انتہی

(من المؤلف) جب کہ علامہ عینیؒ اپنے زمانہ میں یوں فرماتے ہیں کہ آج کل کی عورتوں کے حالات سے خدا کی پناہ، تو پھر ہمارے اس زمانہ میں چودہویں صدی کے عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

(از احقر احمد) حضرت مفتی اعظم صاحبؒ یہ بات آج سے نوے سال قبل فرما رہے ہیں، جبکہ ٹی، وی کے نتیجہ میں بے حیائی کا وہ سیلاب بھی آیا نہیں تھا جس نے اس وقت سب کو اپنا شکار بنا رکھا ہے تو پھر اس زمانہ کی عورتوں کا حال تو نا قابل بیان ہے۔ فقط

اور علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں دوسری جگہ فرماتے ہیں: وَمَذْهَبُ اَصْحَابِنَا مَا ذَكَرَ

صَاحِبُ الْبَدَائِعِ أَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهُمْ لَا يُرَخِّصُ لِلشَّابَةِ الْخُرُوْجَ فِى الْعِيْدَيْنِ وَ الْـجُـمُـعَةِ وَ شَـئٍ مِنَ الصَّلَاةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلِاَنَّ خُرُوْجَهُنَّ سَبَبٌ لِـلْفِتْنَةِ وَ اَمَّا الْعَجَائِزُ فَيُرَخَّصُ لَهُنَّ الْخُرُوْجَ فِى الْعِيْدَيْنِ وَلَاخِلَافَ اَنَّ الاَفْضَلَ أَنْ لَّا يَخْرُجْنَ فِىْ صَلَاةٍ (عینی شرح بخاری، بدائع ۱/۲۷۵)

ترجمہ: ہمارے اصحاب یعنی حنفیہ کا مذہب وہ ہے جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جوان عورت کو عیدین و جمعہ بلکہ کسی نماز میں جانے کی اجازت نہیں بوجہ ارشاد باری تعالیٰ "وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ" کے اور اس لئے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے، ہاں بڑھیا عیدین کے لئے جاسکتی ہے اور اس میں خلاف نہیں کہ افضل بوڑھیوں کے لئے بھی یہی ہے کہ کسی نماز کے لئے نہ نکلیں۔انتہی

اور بدائع میں ہے: وَلَا يُبَاحُ لِلشَّوَابِّ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجُ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِدَلِيْلِ مَارُوِىَ عَنْ عُمَرؓ انه نَهَى الشَّوَابَ عَنِ الْخُرُوْجِ، وَلان خروجَهُنَّ سَبَبٌ لِلْفِتْنَةِ، وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَ مَااَدّىٰ اِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ (بدائع ۱/۱۵۷)

یعنی جوان عورتوں کا جماعتوں میں جانا مباح نہیں اس روایت کی دلیل سے جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرما دیا تھا اور اس لئے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔انتہی۔

اور فتاویٰ ہندیہ معروف بہ "عالمگیری" میں ہے: وَالْفَتْوىٰ الْيَوْمَ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِىْ كُلِّ الصَّلَوَاتِ لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ كَذَا فِى الْكَافِىْ (فتاوی عالمگیری ۱/۹۳)

یعنی اس زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے، کیوں کہ

ظہورِ فساد کا زمانہ ہے۔

اور بدائع میں ہے: وَ اَمَّا الْمَرْأَۃُ فَلِاَنَّہَا مَشْغُوْلَۃٌ بِخِدْمَۃِ الزَّوْجِ مَمْنُوْعَۃٌ عَنِ الْخُرُوْجِ اِلٰی مَحَافِلِ الرِّجَالِ لِکَوْنِ الْخُرُوْجِ سَبَبًا لِلْفِتْنَۃِ وَلِھٰذَا لَاجَمَاعَۃَ عَلَیْہِنَّ وَلَاجُمْعَۃَ عَلَیْہِنَّ اَیْضًا (١/٢٥٨)

عورت کا حکم یہ ہے کہ وہ خاوند کی خدمت میں (شرعاً) لگائی گئی ہے اور مردوں کی مجلسوں میں جانے سے (شرعاً) روکی گئی ہے کیوں کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور اسی لئے عورتوں پر جماعت اور جمعہ نہیں ہے۔

(من المؤلف) ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو نماز پنجگانہ، عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں جانا مکروہ تحریمی ہے اور گھروں سے ان کے نکلنے ہی میں فتنہ ہے اور یہ ممانعت حضرت عمر، حضرت عائشہ، عروہ بن زبیر، قاسم، یحیٰ بن سعد انصاری (رضی اللہ عنہم) امام مالک اور ابو یوسف (رحمہم اللہ) وغیرہم سے منقول ہے اور ائمہ حنفیہ کا بالاتفاق یہی مذہب ہے جیسا کہ عینی اور بدائع کی عبارت سے واضح ہے۔

باوجودیکہ نماز پنجگانہ اور عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں رسول خدا ﷺ کے زمانے میں عورتیں جاتیں اور شریک ہوتی تھیں اور یہ جماعتیں فرائض کی جماعتیں ہیں، اور شعار اسلام میں سے ہیں مگر اختلاف زمانہ اور تغیر حالات کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ اور ائمہ عظامؒ نے عورتوں کو ان جماعتوں سے روک دیا اور ائمہ حنفیہ نے بالاتفاق عورتوں کو جماعت میں جانے کو مکروہ فرمادیا تو اس سے ہر سمجھ دار شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب فرائض کی جماعتوں کا یہ حکم ہے تو وعظ کی مجلسوں میں جانا عورتوں کو کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا اول تو آج کل وعظ کی اکثر مجلسیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ عورتیں تو عورتیں مردوں کو بھی ان میں

جانا جائز نہیں اس وجہ سے کہ اکثر واعظ نام کے مولوی ہوتے ہیں دو چار اردو کے قصے کہانیوں کی کتابیں دیکھی اور واعظ بن گئے پھر ان کے وعظ میں سوائے قصے کہانیوں جھوٹی سچی روایتوں، من گھڑت باتوں کے اور کیا ہوگا؟ سو ایسے وعظ میں کسی کو بھی جانا جائز نہیں اور بعض واعظ مولوی بھی ہیں، لیکن چوں کہ وعظ سے ان کا مقصود دنیا کمانا اور عوام کو خوش کرنا اور معتقد بنانا ہے، اس لئے وہ بھی عوام پسند باتوں کے بیان کرنے میں ہی اپنا فائدہ سمجھتے ہیں اور عوام کو خوش کرنے کے لئے صرف قصے کہانیوں پر وعظ کو ختم کر دیتے ہیں، مجلس وعظ کی گرمی کے لئے اولیاءِ کرام کے کچھ فرضی واقعات سنا دیے، کچھ بے سند موضوع روایات بیان کر دیں اور اپنا اُلّو سیدھا کر لیا، ایسے مولویوں کے وعظ میں بھی جانا مفید نہیں، اور کسی مرد، عورت کو ان کے وعظ میں جانا جائز نہیں۔

رہے وہ صرف معدودے چند علماء جو فی الواقع عالم بھی ہیں اور وعظ سے ان کا مقصود بھی تعلیمِ دین اور تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام ہے، دنیا طلبی انہیں مقصود نہیں، ان کا وعظ رطب و یابس قصوں، جھوٹی سچی روایتوں سے خالی اور پاک ہوتا ہے تو ایسے وعظ میں صرف مردوں کو حاضر ہونا جائز ہے عورتوں کو نہیں، کیوں کہ جب فرائض کی جماعتوں میں عورتوں کا جانا مکروہ اور ناجائز ہے تو مجلس وعظ میں جانا بدرجۂ اولی مکروہ اور ناجائز ہوگا، چنانچہ فقہائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی ہے اور متعدد معتبر فتاویٰ فقہاءِ حنفیہ میں یہ مضمون بصراحت موجود ہے جو ناظرین کے اطمینان کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

وَلَا يَحْضُرْنَ الْجَمَاعَاتِ لِقَوْلِهٖ تَعَالىٰ (وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ) وقال صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتُهَا فِي قَعْرِ بَيْتِهَا افضلُ مِنْ صَلَاتِهَا مِنْ دَارِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي صَحْنِ دَارِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي مَسْجِدِهَا، وَبُيُوْتُهُنَّ

خَیرٌ لَّھُنَّ اِلیٰ قولہ قَال المُصنفُ فِی الکافی: وَالفَتوٰی الیومَ علیٰ الْکَرَاھَۃِ فی الصلاۃ کُلِّھَا لِظُھُوْرِ الْفَسَادِ وَ مَتیٰ کُرِہَ حُضُورُ الْمَسجدِ لِلصَّلاۃِ فَلانُ یُکْرَہَ حُضُوْرُ مَجَالِسِ الْوَعْظِ خُصُوْصاً عِنْدَ ھٰؤُلاءِ الجھالِ الَّذِیْن تَحَلَّوْ ابِحِلْیَۃِ الْعُلَماءِ اولیٰ. ذَکَرَہٗ فَخْرُ الِاسْلَام.

(البحر الرائق ۱/ ۳۸۰)

ترجمہ: اور عورتیں جماعتوں میں نہ جائیں بوجہ ارشاد باری تعالیٰ (وَقَرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ) کے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز کوٹھڑی کے اندر اس نماز سے اچھی ہے جو گھر کے صحن میں ہو، اور صحن کی نماز اس نماز سے اچھی ہے جو مسجد میں ہو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہے الیٰ قولہ مصنف یعنی صاحب کنز الدقائق نے ''کافی'' میں فرمایا کہ آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے بوجہ ظہور فساد کے اور جب کہ مسجد میں نماز کے لئے جانا مکروہ ہوا تو وعظ کی مجلسوں میں جانا اور بالخصوص ان جاہل واعظوں کی مجلسوں میں جنہوں نے علماء کی سی صورتیں بنا رکھی ہیں بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے، یہ فخر الاسلام نے ذکر کیا ہے۔ انتہی

اور علامہ بدر الدین عینیؒ شرح کنز میں تحریر فرماتے ہیں: وَلَا یَحْضُرْنَ اَیْ النِّسَاءُ سَواءٌ کُنَّ شَوَابَّ اَوْ عَجَائِزَ الجماعاتِ لِظُھُوْرِ الْفَسَادِ، وَعِنْدَ ابِیْ حَنِیْفَۃَ لِلْعُجُوْزِ اَنْ تَخْرُجَ فِیْ الْفَجْرِ وَ الْمَغْرِبِ وَ العِشاءِ، وَعِنْدَھُمَا فِی الْکُلِّ، وَبِہٖ قَالَتِ الثَّلاثَۃُ، وَالْفَتْوٰی عَلَی الْمَنْعِ فِیْ الْکُلِّ، فَلِذٰلِکَ أَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ وَیَدْخُلُ فِیْ قَوْلِہِ الْجَمَاعَاتِ الْجُمُعَۃُ وَالْاَعْیَادُ وَ الِاسْتِسْقَاءُ وَ مَجَالِسُ الوعظِ وَلَاسِیَّمَا عِنْدَ الْجُھَّالِ الَّذِیْنَ تَحَلَّوْا بِحُلْیَۃِ الْعُلَمَاءِ وَ

قَصۡدُهُمُ الشَّهۡوَاتُ وَ تَحۡصِيۡلُ الدُّنۡيَا (عینی شرح کنز ۳۹)

ترجمہ: یعنی عورتیں خواہ جوان ہوں یا بوڑھیاں جماعتوں میں نہ جائیں کیوں کہ ظہورِ فساد کا زمانہ ہے، امام ابو حنیفہؒ سے بوڑھیوں کے لئے فجر اور مغرب اور عشاء میں جانے کی اجازت مروی ہے اور صاحبین سے تمام نمازوں میں جانے کی اور اسی کے ائمہ ثلاثہ قائل ہیں، اور آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں جانا جوان عورتوں اور بوڑھیوں دونوں کو منع ہے، اور مصنف کے قول الجماعات میں جمعہ اور عیدین اور استسقاء اور وعظ کی مجلسیں بھی داخل ہیں بالخصوص ان جاہل واعظوں کی مجلسیں جو علماء جیسی صورتیں بنا لیتے ہیں اور مقصود ان کا خواہشات نفسانی کو پورا کرنا اور دنیا کمانا ہے۔

اور ''الدر المختار'' میں ہے (وَيُكۡرَهُ حُضُوۡرُهُنَّ الۡجَمَاعَةَ) وَ لَوۡ لِجُمُعَةٍ وَ عِيۡدٍ وَ وَعۡظٍ (مُطۡلَقاً) وَلَوۡ عَجُوۡزًا لَيۡلاً (عَلٰى الۡمَذۡهَبِ) اَلۡمُفۡتٰى بِهٖ لِفَسَادِ الزَّمَانِ (في التنوير و شرحه ۲/ ۳۰۷)

یعنی عورتوں کا جماعت میں جانا خواہ جماعت جمعہ کی ہو یا عید کی یا وعظ کی مکروہ ہے خواہ جانے والی بوڑھی عورت ہو یا رات کو جائے مذہبِ مفتی بہ کی بنا پر اور یہ حکم بوجہ ظہور فساد زمانہ کے ہے۔ انتہی

(من المؤلف) بحر الرائق، عینی شرح کنز الدقائق اور در المختار کی عبارتوں سے صراحتہً یہ بات ثابت ہوگئی کہ عورتوں کو مجالس وعظ میں جانا مکروہ اور ناجائز ہے اور بالخصوص ایسے واعظوں کی مجلسوں میں جن کا مقصود دنیا کمانا ہے یعنی اگر واعظ جاہل یا دنیا کمانے والا ہو تو اس کی مجلس میں تو قطعاً ناجائز ہے اس میں تو کلام ہی نہیں عالموں اور اچھے واعظوں کی مجلس وعظ میں جانا بھی فساد زمانہ کی وجہ سے مکروہ اور ناجائز ہے۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں: وَيُمْكِنُ حَمْلُ النَّهِيِ عَلٰى عَجَائِزَ مُتَطَيِّبَاتٍ أَوْ مُتَزَيِّنَاتٍ أَوْ عَلٰى شَوَابَّ وَلَوْ فِيْ ثِيَابِ بِذْلَتِهِنَّ لِوُجُوْدِ الْفِتْنَةِ فِيْ خُرُوْجِهِنَّ عَلٰى قِيَاسِ كَرَاهَةِ خُرُوْجِهِنَّ اِلَى الْمَسَاجِدِ (مرقاۃ ۱ / ۴۰۷)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زیارت قبور سے جو منع فرمایا ہے تو اس ممانعت کو ان بوڑھیوں پر جو خوشبو لگا کر نکلیں یا زینت کر کے نکلیں یا جوان عورتوں پر خواہ وہ معمولی لباس میں نکلیں محمول کر سکتے ہیں کیوں کہ ان کے گھر سے نکلنے میں ہی فتنہ ہے اور یہ ممانعت ان کے مسجدوں میں جانے کی کراہت پر قیاس کی جاتی ہے۔ انتہیٰ

(من المؤلف) اس عبارت سے اور اسی طرح پہلی عبارتوں سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ عورتوں کا گھر میں سے نکلنا اور جماعتوں میں شریک ہونا موجب فتنہ ہے اور ممانعت کا حکم اس فتنہ سے بچنے کے لئے زیارت قبور، جمعہ، عیدین، وعظ، استسقاء سب اسی حکم میں داخل ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جوان عورتیں خواہ بناؤ سنگار کر کے نکلیں یا معمولی حالت میں، بہر حال ان کا نکلنا ناجائز ہے اور اگر چہ بعض روایتوں سے بوڑھیوں کے لئے نماز فجر و مغرب و عشاء میں جانا بشرطیکہ زینت اور بناؤ سنگار کر کے نہ جائیں جائز معلوم ہوتا ہے لیکن قول مفتی بہ یہ ہے کہ بوڑھیوں کو جانا بھی جائز نہیں جیسا کہ علامہ عینی کی ''شرح کنز'' میں اور در المختار' کی عبارت سے بصراحت ثابت ہوتا ہے اور جب کہ ان عوارض کا لحاظ کیا جائے جو سوال میں مذکور ہیں کہ مجلس وعظ میں خوش الحانی سے اشعار پڑھے جاتے ہیں اور مضامین عشقیہ کے اشعار سنائے جاتے ہیں تو ایسے وعظ میں عورتوں کے جانے کا حکم

ایسا نہیں ہے جس میں کسی ذی علم کو کچھ بھی تردد اور تامل ہو سکے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَادٍ یُقَالُ لَہٗ: اَنْجَشَۃُ وَ کَانَ حُسْنَ الصُّوْتِ، فَقَالَ لہ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم رُوَیْدَکَ یَا اَنْجَشَۃُ! لاتَکْسِرُ الْقَوَارِیْرَ، قَالَ قَتَادَۃُ: یَعْنِی ضُعْفَۃَ النِّسَاءِ، (متفق علیہ، (مشکوۃ ۴۱۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا اس کا نام انجشہ تھا، اور وہ خوش آواز تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انجشہ! ٹھیرو کہیں شیشیاں نہ توڑ دینا، قتادہ فرماتے ہیں: شیشیوں سے آپ کی مراد عورتیں ہیں۔ انتہی

اس پر مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْجَشَۃَ اَنْ یَّغُضَّ مِنْ صَوْتِہِ الْحَسَنِ وَ خَافَ الْفِتْنَۃِ عَلَیْھِنَّ مِنْ حُدَاہُ لِاَنْ یَقَعَ مِنْ قُلُوبِھِنَّ مَوْقِعًا لِضُعْفِ عَزَائِمِھِنَّ وَ سُرْعَۃِ تَاثُّرِھِنَّ (لمعات کذا فی حاشیۃ المشکوۃ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ کو حکم فرمایا کہ اپنی آواز کو پست کر دے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ کہیں یہ عورتوں کے دلوں میں کھب نہ جاوے اور فتنہ واقع ہو کیوں کہ عورتوں کا استقلال کمزور ہوتا اور ان کے دلوں میں ایسی باتوں کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔

(من المؤلف) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوش آواز شخص کو زور سے شعر پڑھنے سے صرف اس لئے منع فرمادیا کہ عورتیں ساتھ تھیں اور اندیشہ تھا کہ اس کی خوش آوازی کی وجہ سے عورتوں کے دلوں میں کسی قسم کی بدخیالی پیدا ہو جائے اور اس کی خوش آوازی سے متاثر ہو کر فتنہ میں پڑ جائیں۔

پس جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانے کی عورتوں پر جو ہر طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فیض سے مشرف تھیں، یہ اندیشہ ہوا کہ خوش آوازی سے وہ بگڑ نہ جائیں تو پھر آج کل کی عورتوں کا کیا ٹھکانہ ہے، پس جس طرح مردوں کے لئے غیر محرم کا گانا سننا حرام ہے، اسی طرح عورتوں کو مردوں کا گانا سننا حرام ہے اور کسی طرح عورتوں کو ایسے وعظ میں جانا جائز نہیں جہاں خوش آوازی سے اشعار پڑھے جاتے ہوں اور گایا جاتا ہو۔

رہا یہ امر کہ مجالس وعظ میں اگر عورتوں کے لئے کسی خاص طرف پردے کا انتظام کر دیا جائے تو پھر عورتوں کو وعظ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا ہی مکروہ ہے، اور اس نکلنے میں ہی چونکہ فتنے کا احتمال ہے اس لئے اکثر فقہاء نے خروج کو ہی ناجائز قرار دیا ہے کیوں کہ جب عورتوں کے لئے جماعت نماز یا وعظ وغیرہ کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہو جائے اور وہ نکلنے لگے تو اب ہر وقت اس کی تحقیقات کرنا بہت مشکل ہے کہ آیا وہ مسجد میں گئیں ہیں اور وعظ میں ہی حاضر ہوئیں یا اور کہیں چلی گئیں اور گھر آ کر نماز یا وعظ کا بہانہ کر دیا، نیز فقہاء کا یہ حکم کہ "عورتوں کو جماعات نماز و وعظ و جمعہ و عیدین میں جانا ناجائز ہے کیوں کہ یہ باعث فساد ہے" صراحۃً ان روایات سے معلوم ہو چکا جو اوپر لکھی گئی ہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ اسباب فتنہ کیا ہیں؟

(۱) عورت گھر سے نماز یا وعظ کے بہانے سے نکلے اور اپنی خباثت نفسانی سے کسی اور جگہ چلی جائے اور گھر والے یہ سمجھیں کہ نماز و وعظ میں گئی ہے۔

(۲) جماعت نماز و مجلس وعظ میں جا کر مردوں کی نظریں اس پر پڑیں گی اور اس لیے اندیشہ ہے کہ کسی غیر مرد کا کسی عورت سے ناجائز تعلق نہ ہو جائے۔

(۳) عورت کی نظر غیر مردوں پر پڑے گی اور اس لیے احتمال ہے کہ عورت کا کسی غیر مرد پر دل آ جائے اور نتیجہ برا ہو۔

یہ تین احتمال ہیں، ان میں سے پہلا احتمال تو اس طرح رفع نہیں ہوسکتا کہ مجلس وعظ میں ان کے لئے پردے کا انتظام کر دیا جائے کیوں کہ فتنہ کا احتمال تو نفس خروج عن الدار کو لازم ہے...... بلکہ اس کا علاج اگر ہے تو یہ ہے کہ عورت کے گھر سے نکلنے کے وقت سے اس کی واپسی تک کوئی معتبر شخص جو اس کی حرکات وسکنات کو دیکھتا رہے اس کے ساتھ رہے، اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی نہیں کرتا اور نہ اس قدر نگہداشت ان تمام عورتوں کی ہوسکتی ہے جو بصورت نماز یا وعظ میں جانے لگیں گی اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے عورتوں کو جانے ہی سے منع کیا ان کی نظر زیادہ تر اسی احتمال پر تھی اور عورتوں کے حالات بھی اس کے مقتضی ہیں اور حضرت عائشہ کی روایت کے یہ الفاظ "مَا اَحْدَثَ النِّسَاءَ" بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کیوں کہ انہوں نے بدنیتی پیدا کرنے اور ٹٹی کی اوٹ شکار کھیلنے کی نسبت عورتوں کی جانب کی ہے اور روایت "يَتَّخِذُوْنَهٗ دَغَلًا" کا مفہوم بھی یہی ہے یعنی اگر عورتوں کو اجازت خروج عن الدار کی دیدی جائیگی تو وہ اسے اچھا خاصہ بہانہ بنالیں گی اور اس کی آڑ میں اپنی خواہشیں پوری کریں گی ورنہ اگر اس احتمال کی رعایت فقہاء کو مدنظر نہ ہوتی تو یہ بات آسان بھی تھی کہ مساجد میں عورتوں کی نماز کے لئے پردے کی جگہ بنادی جاتی اور عورتوں کو جماعت میں شرکت اور وعظ کی مجلس میں حاضری سے فقہاء منع نہ کرتے، لیکن کسی فقیہ نے کسی کتاب میں یہ ترکیب نہیں لکھی کہ مسجد میں عورتوں کے لئے ایک پردے کی جگہ بنادو اور ان کو جماعت میں آنے دو، اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے نفس خروج کو موجب فساد سمجھ کر گھر سے نکلنے کو ہی منع فرمادیا اور اسی وجہ سے اکثر فقہاء کی عبارت میں اس مقام پر خروج کے ہی لفظوں سے اس مسئلہ کو ذکر بھی کیا گیا ہے۔

نیز مندرجۂ ذیل حدیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے:

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پردہ کی چیز ہے، جہاں وہ گھر سے نکلی اور شیطان اس کی تاک میں لگا۔ انتہی

یہاں رسول خدا ﷺ نے عورت کے گھر سے نکلنے ہی کو محل فتنہ قرار دیا، اور فرمایا کہ شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے کہ خود اسے بہکا کر کسی نامناسب جگہ لے جائے یا کسی مرد کو بہکا کر اس عورت کی طرف لے آئے اور فتنہ برپا کردے، اور اس روایت پر مکرر نظر ڈالیے جو بحر الرائق کی عبارت میں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے عورت کی اس نماز کو جو کوٹھری کے اندر پڑھے صحن کی نماز سے بہتر اور اس نماز کو جو صحن مکان میں پڑھے مسجد کی نماز سے بہتر فرمایا ہے یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ عورت اپنے مکان اور اپنے حیزِ استتار واطمینان سے جس قدر دور ہوتی جائے گی اسی قدر احتمال فتنہ قوی ہوتا جائے، اسی لئے اخیر میں احتمال آنحضرت ﷺ نے "وَبُیُوْتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ" فرمادیا یعنی ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں، پس ثابت ہوگیا کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا ہی محل فتنہ ہے، اس لئے مجلس وعظ میں پردے کی جگہ مقرر کرنا کچھ مفید نہیں، اور نہ اس کا جواز پر کچھ اثر ہے ورنہ لازم ہے کہ مساجد میں پردہ کی جگہ مقرر کرکے ان کو نمازوں میں حاضر ہونے اور جماعت میں شریک ہونے کی اجازت بھی دیدی جائے اور یہ کسی کتاب سے ثابت نہیں۔

اب دوسرے احتمال پر نظر ڈالیے کہ غیر مردوں کی نظریں عورتوں پر پڑیں گی، سواگر

چہ بظاہر یہ وہم ہوسکتا ہے کہ مجلس وعظ میں پردے کا انتظام کردینے کی صورت میں یہ احتمال مرتفع ہوجاتا ہے، لیکن حقیقت شناس خوب جانتے ہیں کہ مجلس وعظ کا پردہ اس احتمال کو بھی رفع نہیں کرسکتا، اکثر ایسی بے احتیاطیاں عمل میں آتی ہیں کہ غیر مردوں کی نظر عورتوں پر پڑ جاتی ہیں اور ایسے مجمعوں میں شریک ہونے والے حضرات اس کی تصدیق کرتے ہیں، اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ مجلس وعظ کا پردہ عورتوں پر غیر مردوں کی نظر پڑنے سے مانع ہوتا ہے، تاہم تیسرا احتمال کہ عورتوں کی نظر مردوں پر پڑے اس پردے سے کسی طرح مرتفع نہیں ہوتا، عورتیں پردے میں سے تمام مجلس کے لوگوں کو جھانکتی تاکتی ہیں اور آج کل کی عورتوں میں یہ مرض ایسا عام ہے کہ شاید دو چار فیصد عورتیں ہی اس سے مستثنیٰ ہوں تو ہوں ورنہ اتنی بھی نہیں، پس یہ احتمال فتنہ اس پردے سے جو مجلس وعظ میں عورتوں کے لئے کیا جاتا ہے کسی طرح مرتفع نہیں ہوتا، بلکہ حقیقت پوچھیے تو یہ پردہ کرنا اصل میں عورتوں کو غیر مردوں کے تاکنے جھانکنے کا موقع دینا ہے، اس بات سے کوئی شخص واقف کار بروئے ایمان وانصاف انکار نہیں کرسکتا، اور یاد رہے کہ جس طرح مردوں کو غیر عورتوں پر نظر ڈالنا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو غیر مردوں کا دیکھنا حرام ہے، اس کے لئے حدیث ذیل ملاحظہ ہو۔

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ و میمونۃُ اِذَا اَقْبَلَ اِبْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ اَفَعَمْيَا وَ اِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (رواه احمد و الترمذی و ابو داؤد کذافی المشکوۃ)

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میمونہؓ اور ام مسلمہؓ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہؓ بن ام مکتوم نے جو نابینا تھے آنے کا ارادہ کیا، آپ نے ان دونوں بیبیوں سے فرمایا کہ پردہ کرو! ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم دونوں تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھوگی۔

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوگیا کہ عورت کو بھی غیر مرد پر نظر ڈالنا حرام ہے، جب ہی تو آپ ﷺ نے دونوں بیبیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔

وَكَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُدُّوْنَ الثُّقَبَ وَالْكُوى فِيْ الْحِيْطَانِ لِئَلا تَطَّلِعَ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ وَرَأى مَعَاذٌ اِمْرَأَتَهُ تَطَّلِعُ فِيْ كَوَّةٍ فَضَرَبَهَا فَيَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّفْعَلَ كَذٰلِكَ وَ يَمْنَعُ اِمْرَأَتَهُ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ (مجالس ابرار ۵۶۳)

اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا یہ طریقہ تھا کہ دیواروں کے سوراخ بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں اور حضرت معاذؓ نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ ایک جھروکے سے جھانک رہی تھی تو ان کو مارا، پس مردوں کو چاہیے کہ ایسا ہی کریں اور اپنی بی بی کو ایسی باتوں سے روکیں۔

پس واضح طور سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مجلس وعظ کا پردہ کچھ مفید نہیں، اور اس برائے نام رسمی پردے سے فتنہ کا احتمال مرتفع نہیں ہوتا، بالخصوص احتمال نمبر (۱) ایک کے رفع کرنے میں تو اس کو کچھ دخل نہیں حالانکہ اصل الاصول وہی ہے اور احتمال نمبر (۲) بھی بنظر بے احتیاطی اس پردے سے مرتفع نہیں ہوتا اور احتمال سوم عورتوں کے حالات اور

عادات کو دیکھتے ہوئے قطعاً اس پردے سے مرتفع نہیں ہوتا، پس اب ناظرین خود ہی انصاف کرلیں کہ اس پردے کا جواز پر کیا اثر ہوسکتا ہے؟ (کفایت المفتی ۳۹۱/۵ تا ۴۰۱)

حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہٗ کے مندرجۂ بالا مضمون میں آپ کے سوال میں اٹھائے گئے تمام نکات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر یا مکتب کے سالانہ انعامی اجلاس کے موقع پر یا کسی عالم کے وعظ و بیان کے موقع پر عورتوں کو مساجد میں بلانے پر اصرار کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان حضرات کو قرآن وحدیث میں موجود حکم شرعی پر عمل کرنے کے بجائے فتنہ انگیزی مین زیادہ دل چسپی ہے، ویسے بھی اس پرفتن زمانے میں عورتوں کی بے پردگی بے حیائی اور عریانی کے نتیجہ میں جو خرابیاں معاشرہ میں پھیل چکی ہیں وہ کیا کم ہیں؟ جو دین وایمان کے نام پر ان کو اور زیادہ ان خرابیوں کو پھیلانے کا موقع فراہم کیا جائے۔ فالی اللہ المشتکی: قوم کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور فتنوں کے ان دروازوں کو مزید کھولنے کے بجائے جو کھل چکے ہیں ان کو بند کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔ (محمود الفتاوی ۲۲۴/۳ تا ۲۳۹)

سرپرستوں پر لازم ہے کہ ایسے جلسوں میں عورتوں کو شریک ہونے سے روکیں، منتظمین جلسہ کو بھی چاہیے کہ پہلے سے اعلان کردیں، کہ عورتوں کو اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں اور نہ ان کے لئے نشست کا انتظام ہے۔

استفتاء کے اخیر میں آپ نے تحریر فرمایا ہے:

فجر تک جلسوں کا کیا حکم ہے؟ رات کو کتنے بجے تک جلسہ کرنا موزوں ومناسب ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: وعظ ونصیحت کا مقصد صحیح طور پر اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے،

جب کہ توجہ اور اہتمام کے ساتھ بات سنیں اور یہ موقوف ہے دلجمعی اور نشاط پر، طبائع میں بے رغبتی اور اکتاہٹ کے بعد آب زر سے لکھنے کے قابل اور حکمت بھری بات کہنا موثر نہیں۔

امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں مستقل باب قائم فرمایا ہے: بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالعِلْمِ كَي لَايَنفِرُوْا (بخاری جلد اول کتاب العلم) یعنی نبی کریم ﷺ صحابۂ کرامؓ سے موعظت اور علم کا موقع تلاش کرتے تھے تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں پھر اس باب میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث نقل فرمائی۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُ لَنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نصیحت سے اکتانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

حدیث کی شرح میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں: اسی وجہ سے علمائے کرام نے فرمایا کہ جو شخص وعظ و نصیحت کرتا ہے، اس کو بھی اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ ہر وقت وعظ و نصیحت کرتا نہ پھرے، اس طرح اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور لوگ اس سے اکتانے لگتے ہیں، بلکہ یہ دیکھیں کہ لوگوں کی طبیعت میں کس وقت نشاط ہے اس وقت نصیحت کرے۔ (انعام الباری ۲/۸۶)

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ذات گرامی خطابت سے مختص تھی، اللہ تعالیٰ نے آواز و زبان میں بے پناہ تاثیر رکھی تھی، سامعین ان کی تقریر سے مسحور ہو جاتے تھے، اس کے باوجود ایک موقع پر حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ نے دیر تک تقریر سے روک دیا۔

شاہ صاحب کے حالات میں لکھا ہے: ۱۹۲۶ء/۴۵۔۱۳۴۴ھ میں ایک جلسۂ عام دہلی دروازہ لاہور کے باغ میں مولانا محمد علی جوہر (م ۱۳۴۹ھ) کی صدارت میں منعقد ہوا، اس جلسہ کے مقرر شاہ صاحب تھے، مولانا جوہر نے اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''کامیابی کا سہرا اس بے مثال مقرر کے سر رہا جن کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے، ان کی قرآن خوانی، ان کی اردو، ان کی پنجابی، ان کی متانت، ان کی ظرافت، غرض ہر چیز نے سامعین کو مسحور کئے رکھا، لوگوں کا تقاضا تھا کہ شاہ صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں، شاہ صاحب بھی تیار تھے، مگر میرے کہنے سے انکار کر دیا، جلسہ غالباً دو بجے شب میں ختم ہوا، ورنہ وہیں صبح ہو جاتی''۔ (علمائے پنجاب ص ۳۸۰)

ملاحظہ کیجئے! لوگوں کا تقاضہ تھا یعنی سامعین ان کی تقریر سے اکتاتے نہیں تھے، بلکہ بدن میں نشاط تھا اور خود شاہ صاحبؒ اپنی سحر بیانی سحر تک سنانے کے لئے آمادہ تھے، مگر روک دیا گیا۔

امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''رات کے جس بیان سے فجر کا نشاط جو روزانہ ہوا کرتا ہو وہ جاتا رہے ایسی بیداری جائز نہیں'' (بروایت حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم) مراد یہ ہے کہ جس نشاط و چستی سے روزانہ فجر کی نماز پڑھنے کا معمول ہو، اس میں کمی آجائے۔

مولانا کے ارشاد سے آپ خود شرعی حکم متعین فرمالیں، کہ آج کل دیر تک بیان و مواعظ کا سلسلہ ہے، جوق در جوق سامعین اس میں شرکت کرتے ہیں، ان میں بہت سوں کی فجر کی نماز نیند کی نذر ہو جاتی ہے اور جو مدرک یا مسبوق ہو کر حاضر ہوتے ہیں،

ان پر بین النوم والیقظہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ اپنے دور کے بے عمل واعظوں کا حال ذکر فرماتے ہوئے شکوہ کررہے ہیں۔

اِنَّ وَعْظَهُمْ كَثِيْرٌ وَعَمَلَهُمْ قَلِيْلٌ وَهٰذَا مُشَاهِدٌ فِيْ زَمَانِنَا فَإِنَّهُ لَايَخْلُوْ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ مِنَ الْمَوَاعِظِ وَ التَّقَارِيْرِ غَالِبًا وَ لٰكِنْ إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ تَرَاهُمْ سُكَارىٰ وَ مَاهُمْ بِسُكَارىٰ (اوجز المسالک ۳/ ۳۹۰)

یعنی لوگوں میں وعظوں کا رواج تو بکثرت ہے، مگر اس کے نتیجہ میں عمل کا جو ماحول قائم ہونا چاہیے اس سے لوگ کورے ہیں، یہ ہمارے زمانہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے تقریباً کوئی رات وعظوں اور تقریروں کی گونج سے خالی نہیں جاتی، مگر انہیں سامعین کو مؤذن اذان کے ذریعہ (فجر کی) نماز کو پکارتا ہے، تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور ہی فکر میں مدہوش ہیں، جب کہ واقعۃً ایسا نہیں۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدالقیوم راجکوٹی

الجواب صحیح: احمد خان پوری

مفتی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

۱۰/ ذی قعدۃ الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۸/ ستمبر ۲۰۱۲ء

دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

۵۱

الجواب وباللہ التوفیق

(۱) تصویر کشی شرعاً حرام اور ناجائز ہے، خواہ وہ کسی بھی طور سے ہو اور خواہ کسی بھی مقصد کے لئے ہو اور خواہ تصویر کشی کرنیوالا کوئی بھی ہو، عالم ہو یا غیر عالم، ہر شخص کے لئے ممنوع و ناجائز ہے اس سلسلہ کی نصوص و احادیث تقریباً تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں البتہ شدید ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں، سوال میں تصویر کشی کی جو صورتیں ذکر کی گئیں ہیں ان میں سے کسی پر بھی شدید ضرورت کا اطلاق نہیں ہوتا، اس لئے ان سب صورتوں اور مقاصد کے لئے تصویر کشی ناجائز ہے۔

(۲) ٹی وی وغیرہ کے استعمال کی ایک صورت تو وہ ہے جو دوکانوں، ہوٹلوں، کارخانوں میں ہوتی ہے کہ اس کی اسکرین پر کیمرہ کے توسط سے نظروں سے اوجھل مقامات بھی آتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے نگرانی میں سہولت رہتی ہے تو اگر اس میں تصویر محفوظ نہ ہو تو یہ بلاشبہ جائز ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دوربین سے دیکھنا اور اگر اس میں تصویر محفوظ ہو جاتی ہے تب بھی یہ جائز ہے کیونکہ اس کا مقصد لوگوں کی تصویر کھینچنا نہیں ہوتا بلکہ ان مقامات کی نگرانی وحفاظت مقصود ہوتی ہے، تصاویر اس میں تبعاً آجاتی ہیں لہٰذا یہ جائز ہوگا (مستفاد از جواہر الفقہ ۲۲۶/۳) اور جلسوں میں یہ اسکرینیں لگانا

تاکہ عورتیں بھی مقررین کو دیکھ سکیں ناجائز ہے کہ اس میں عورت کی نظر غیر محرم پر پڑتی ہے اور غیر محرم کو اسکرین پر بھی دیکھنا ناجائز ہے۔

(۳) اس میں دوہرا گناہ ہے، ایک بلاضرورت تصویر کشی کا، دوسرے مسجد جیسی محترم جگہ کو گناہ سے آلودہ کرنے کا، اہل عرب کا عمل شرعی حجت نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا حکم ہو۔

(۴) عورت کے لئے غیر محرم سے اپنی آواز کی حفاظت کرنا بھی واجب ہے، مشتہاۃ اور قریب البلوغ لڑکیاں بھی بالغ لڑکی کے حکم میں ہیں اس لئے صورت مسئولہ میں قریب البلوغ لڑکیوں کا غیر محرموں کے مجمع میں تلاوت ونعت خوانی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

(۵) جب عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں تو پھر ان کو اس طرح کے جلسوں میں شرکت کی اجازت نہ دیجائے کہ دفع مضرت، جلب منفعت سے اولیٰ ہے، عشاء کی نماز کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جلسہ چلتا رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

العبد محمد طاہر عفی اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور یوپی

۷ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲ر نومبر ۲۰۱۲ء

دارالافتاء

امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق

ا۔ بلا ضرورت شرعی اور بغیر کسی قانونی مجبوری کے جاندار کی تصویر بنانا یا کھینچنا یا کھنچوانا، ویڈیوگرافی کرنا یا کرانا ناجائز وحرام ہے، حدیث پاک میں اس سلسلہ میں شدید وعید وارد ہوئی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنُ(صحیح البخاری ۸۸۰/۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا، اس نے جتنی تصویریں بنائی تھی ہر ایک کے بدلہ میں ایک روح پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِی اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهُمَا فَقَالَ اِنِّیْ رَجُلٌ اُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِیْ فِیْهَا فَقَالَ لَهُ ..... سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ مُصَوِّرٍ فِیْ النَّارِ یُجْعَلُ لَهُ بِکُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْساً فَتعَذِّبُهُ فِیْ جَهَنَّمِ. (الصحیح المسلم ۲۰۲/۲)

آپ ﷺ نے تصویر والے بسترے کو دیکھ کر نا گواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی تھیں ان میں جان ڈالو نیز ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اِشْتَرَتْ نَمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِه فَمَا ذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالُ هٰذِهِ النَّمْرُقَةِ قَالَتْ اِشْتَرَيْتُهَا لَکَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَ تُوَسِّدُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ يُعَذَّبُوْنَ وَ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ (صحیح البخاری ۲/ ۸۸۰ صحیح مسلم ۲/ ۲۰۱)

تصویر خواہ جس طرح بھی لی جائے اور جس مقصد کے لئے لیجائے بلا عذر شرعی جائز نہیں ہے اور یہ بھی طے ہے کہ کسی کی خواہش یا فرمائش پر یا اس کی ناراضگی کے ڈر سے یا کسی مادی منفعت کے پیش نظر کوئی ناجائز کام جائز نہیں۔

عن ابن عمر عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يَّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَ لَا طَاعَةَ. صحیح مسلم ۲/ ۱۲۵

وقال علیہ الصلوۃ والسلام لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ (حوالہ بالا)

لہٰذا صورت مسؤلہ میں دینی جلسوں، مسابقوں، اصلاح معاشرہ کے پروگراموں میں اسی طرح مدارس کے ذمہ داروں کا طلبہ واساتذہ کی مختلف ہیئتوں میں تصویریں لینا ویڈیو گرافی کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے، مادی منفعت کے لئے تصویر کشی شرعی ضرورت کی حد میں نہیں آتی اس پر "الضرورات تبیح المحظورات" کا اصول صادق نہیں آئے گا نیز عموم بلویٰ ان احکام پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے جن کی حرمت منصوص ہو، عام حالات میں تمام مسلمانوں پر اس سے احتراز لازم ہے۔

قال أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَصْوِيرُ صُورَةِ الْحَيْوَانِ حَرَامٌ شَدِيْدُ التَّحْرِيْمِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ لأَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ عليه بِهذالوعِيْدِ الشَّدِيدِ الْمَذْكُورِ فِيْ الْأَحَادِيثِ فَصَنْعَتُهُ حَرَامٌ بِكُلِّ حَالٍ (النووی علی مسلم)

۲۔ تصویر خواہ کاغذ پر ہو یا ٹی وی، سی ڈی، ویڈیو یا اسکرین میں سب کا حکم یکساں ہے اور جس طرح مردوں کے لئے حرام ہے کہ اجنبی عورتوں کو یا ان کی تصاویر کو شہوت کے ساتھ دیکھیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حرام ہے کہ اجنبی مردوں یا ان کی تصاویر کو شہوت کے ساتھ دیکھیں۔

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم ایک نابینا صحابی تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ دونوں بیویاں آپ کے پاس موجود تھیں آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرو، حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھتے، آپ نے فرمایا تو کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم تو انہیں دیکھوگی۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ ﷺ و

میمونة، قالتْ فبینما نَحن عندهُ أَقْبَلَ ابنُ اُمِّ مَکْتُوم فَدَخَلَ عَلَیْهِ وَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا اَمَرَنَا بِالْحِجَابِ فقالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجِبَامِنْهُ، فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَیْسَ هُوَ اَعْمیٰ لا یُبْصِرُنَا وَ لَایَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَعَمْیَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ هذا حَدِیْثٌ حسنٌ صحیحٌ (سنن ترمذی ۲/۱۰۲)

لہٰذا کسی دینی جلسوں میں عورتوں کا پسِ پردہ اسکرین پر خطیبوں، شاعروں اور دوسرے لوگوں کی تصویریں دیکھنا جائز نہیں ہے، مدارس کے ذمہ داران، علماء کرام اور ہر باشعور افراد کی ذمہ داری ہے کہ اس طرح کے منکرات سے خود بھی احتراز کریں اور دوسروں کو بھی روکیں۔

لقوله علیه الصلوة و السلام: مَنْ رَایٰ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهِ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الایمانِ (رواه مسلم (مشکوة ص ۴۳۶)

امرِ منکر پر کسی کا نکیر نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل نہیں، موقع و محل کے اعتبار سے امر منکر کی قباحت و شناعت بڑھ جاتی ہے لہٰذا مسجد میں ویڈیو گرافی و تصویر کشی دوسری جگہوں کی بہ نسبت زیادہ قبیح و شنیع ہے۔

۳۔ مردوں کے مجمع میں نوعمر لڑکیوں کا آکر قرآن کریم کی تلاوت کرنا، نعت پڑھنا باعث فتنہ ہے اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے جب فتنہ کے خوف سے عورتوں کو مسجد جیسی مقدس اور پاکیزہ جگہ میں نماز کے لئے حاضری کی اجازت نہیں ہے تو بھلا جلسہ جلوس میں جہاں بے حیائی و بے پردگی، مرد وزن کے اختلاط کے ساتھ ساتھ فتنہ کا

قوی اندیشہ ہوتا ہے وہاں حاضری کی اجازت کیونکر ہوسکتی ہے لہذا جلسہ جلوس میں عورتوں کی شرکت پر روک لگانے کی شدید ضرورت ہے۔

و اما المَرْأَةُ فلانَهامَشْغُولَةٌ بخدمةِ الزَّوْجِ مَمْنُوعَةٌ عَنِ الْخُرُوجِ الٰی مَحَافِلِ الرجَال لِكُوْنِ الخروجِ سَبَبًا للفِتْنَةِ ولهذا لاجماعةَ عليهم و لاجمعَةَ عَليهِنَّ (بدائع الصنائع ١/٥٨٢)

۴۔ جب تک طبیعت میں نشاط رہے اور لوگ دلجمعی سے باتوں کو سنتے رہیں اس وقت تک ہی جلسہ رکھا جائے، لوگوں کی راحت و آرام اور اکتاہٹ کا خیال رکھا جائے اور رات بھر پروگرام کرنے سے پرہیز کیا جائے جس سے سونے والوں کی نیند میں خلل ہوتا ہے، تہجد پڑھنے والوں کی تہجد کی نماز اور کتنوں کی جماعت فجر چھوٹتی ہے بلکہ بعض دفعہ نماز بھی قضا ہوجاتی ہے، اور لوگ پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ سنتے بھی نہیں ہیں نیز اس سے دینی باتوں کی وقعت بھی ختم ہوجاتی ہے، بہتر یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد سے پروگرام شروع ہو اور عشاء کی جماعت موخر کر کے دو تین مقرر کی دینی باتیں گیارہ بجے تک ہوجائیں پھر عشاء کی جماعت کی جائے اس میں امت اور ملت کا زیادہ فائدہ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم

دارالافتاء امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ

٦/رمضان المبارک ١٤٣٤ھ مطابق ١٦/جولائی ٢٠١٣ء

دارالافتاء

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۲۸۷

الجواب وباللہ التوفیق

(۱) دینی تقریبات، قرآنی مسابقات وغیرہ میں تصویر کشی بے ضرورت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے البتہ ہندوستان جیسے ملک میں ملی مسائل کے لئے جو پروگرام کیے جائیں جن کا مقصد ارباب حکومت تک اپنے مطالبات کا پہنچانا اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے تو اس میں ضرورت کی بنا پر تصویر کشی کی گنجائش ہوگی اور چوں کہ اس وقت بہت سے مدارس فرضی دعوے کر کے اربابِ خیر کے اعتماد کا غلط استعمال کرتے ہیں اس لئے اگر اربابِ خیر مدرسہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اظہار اطمینان کے لئے تصویر یا ویڈیو کی شرط لگائیں تو ایسا کرنا درست ہوگا اس کی حیثیت شناختی کارڈ وغیرہ میں لگائی جانے والی تصویروں کے مانند ہوگی۔ ان اشد الناس عذاباً المصورون (بخاری ۲/۸۸۰ ۵۹۵۰)

قَالَ أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَصْوِيرُ صُورَةِ الْحَيْوَانِ حَرَامٌ شَدِيدُ التَّحْرِيمِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ لِأَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ عليه بِهذاالوعِيدِ الشَّدِيدِ

الْمَذْكُوْرِ فِيْ الاَحَادِيْثِ (مرقاة المفاتيح ملتان ٨/٣٢٦) الضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ (الاشباه ص ١٤٠) مَا أُبِيْحَ لِلضَّرُوْرَةِ يَتَقَدَّرُ بِقَدْرِهَا (الاشباه ص ١٤٠، شامي زكريا ٩/٥٣٣)

(۲) دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجامع میں اسکرین لگا کر ویڈیو کے ذریعہ سے مقررین کی تصویریں دکھانا ہرگز درست نہیں ہے یہ ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ سخت فتنہ کا باعث ہے اور اس پر نکیر کرنا ضروری ہے اور ہوٹلوں اور کارخانوں میں جو حفاظتی کیمرے لگا کر نگرانی کی جاتی ہے اس کا حکم اس سے مختلف ہے۔

اِنَّ النِّسَاءَ مَامُورَاتٌ بِغَضِّ الْبَصَرِ عَنِ الرِّجَالِ الْأَجَانِبِ كَمَا اَنَّ الرِّجَالَ مَامُوْرُوْنَ بِغَضِّ الْبَصَرِ عَنِ النِّسَاءِ الْأَجْنَبِيَّاتِ (احكام القرآن للتهانوى ٣/ ٤٣ بحواله محموديه ميرٹھ ٢٨/٩٥) اَلْأَصْلُ اِنَّ نَظْرَ الْمَرْأَةِ مِنَ الرجل الْأَجْنَبِيِّ بِمَنْزِلَةِ نَظْرِ الرجلِ اِلىٰ مَحَارِمِهٖ ، لِأَنَّ النَّظْرَ اِلىٰ خِلَافِ الْجِنْسِ أَغْلَظُ (شامي زكريا ٩/٥٣)

(۳) مسجد شرعی میں کیمرہ یا موبائل وغیرہ کے ذریعہ تصویر کشی کا گناہ عام جگہوں پر تصویر کشی سے زیادہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی بے حرمتی بھی شامل ہے اور عرب ممالک میں اس بات پر نکیر نہ کیا جانا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ (صحيح البخارى ٢/ ٨٨٠) اِنَّ السَّيِّئَاتِ تُضَاعَفُ فِيْهِ (احكام الساجد باحكام المساجد ٢٩٠، الموسوعة الفقيه ٣٧/ ٢٣٤) عن كعب الاحبار يقول : السيئات تضاعف فيه اى تزداد قبحا و فحشا، لان المعاصى فى

زمان او مکان شریف اشد جرأة و اقل خوفا من الله تعالیٰ. الی قوله فان السیئات تضاعف فیه (احکام الساجد باحکام المساجد ۲۹۰، الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳۴/۳۷)

(۴) مردوں کے مجمع میں مراہقہ، بچیوں کی تلاوت اور نعت خوانی ہرگز جائز نہیں، ذمہ داران جلسہ کو اس فتنہ انگیز منکر کو روکنا لازم ہے۔

وهما ای الغلامُ و الجاريةُ اِنْ رَاهَقَا کبَالغٍ حُكْمًا صَبِيٌّ مُراهِقٌ حِلْمٌ (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲۲۷) ولِلحُرَّةِ جَمِيْعُ بَدَنِهَا حتی شَعْرُهَا النازلُ فِی الاَصَحِّ و صوتُها علی الرَّاجِحِ وَ تُمْنَعُ المرأَةُ الشابةُ مِن كَشْفِ الوَجهِ بَيْنَ الرِّجالِ، لَالِأَنَّهُ عورةٌ بل لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ،(در مختار زکریا ۲/ ۷۷.۹۷) والمعنیٰ تمنعُ مِن الکشفِ لخوفِ أَن يَّری الرجالُ وَجْهَهَا فَتَقَعُ الفِتْنَةُ، لانّه معَ الکشفِ قَدْيقعُ النَّظْرُ اِلَيْهَا بِشَهْوَةٍ (شامی زکریا ۲/ ۹۷) ولانُجِيزُ لَهُنَّ رَفْعَ اَصْوَاتِهِنَّ ولاتَمْطِيْطَها وَ لَاتَلْيِيْنَها وتَقْطِيعَها لِمَا فی ذَالِکَ مِنْ اِستِمَالةِ الرِّجَالِ اِلَيْهِنَّ وَ تَحْرِيکِ الشَّهواتِ مِنْهُم (شامی زکریا ۲/ ۹۷) نَغمةُ الْمَرأَةِ عَوْرَةٌ فلايَحْسنُ أَنْ يَسْمَعَهَا الرجالُ وَلا تُلَبِّیْ جَهْرًا لان صوتَها عورةٌ (شامی زکریا ۲/ ۹۷)

(۵) گاؤں دیہات میں رات کے جلسوں میں دور دراز سے آکر عورتوں کا محرم کے بغیر شرکت کرنا اور جلسہ گاہ کی دکانوں پر مردوں کے ساتھ مخلوط ہوکر خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے جلسوں میں عورتوں کو ہرگز شریک نہیں ہونا چاہیے اور ذمہ داران جلسہ رات کے وقت عورتوں کے لئے انتظام نہ کریں، اور اگر ضروری ہو تو دن کے وقت میں عورتوں کے لئے الگ نشست رکھیں جس میں خواتین اپنے اپنے محارم اور شوہروں

کے ساتھ آکر شرکت کریں اور پردہ کے ساتھ واپس چلی جائیں تا کہ کوئی فتنہ نہ ہو۔

عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المرأةُ عورةٌ فاذا خَرجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ (ترمذی شریف ۱/۲۲۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تُسَافِرُ امرأةٌ مسیرةَ یومٍ وَ لَیلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحرمٍ، والعَمَلُ عَلٰی هٰذا عِنْدَ اهلِ العِلْمِ یَکْرَهُوْنَ لِلْمَرأَةِ أَنْ تُسَافِرَ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحرمٍ (ترمذی ۱/۲۲۰) قوله، اِسْتَشْرَفَهَاالشَّیْطَانُ" ای زَیَّنَهَا فِیْ نظرِ الرِّجَالِ وَ المَعْنیٰ: اِنَّ المرأةَ یُسْتَقْبَحُ بروزُها و ظُهُورُهَا فاذَا خَرجَ أُمْعَنَ النَّظْرَ اِلَیْهَا یغوِیها بِغَیْرِهَا و یغوی غیرَ هَا بِهَا لِیُوقِعَهَا او احدَهُمَا فی الفتنةِ (تحفة الاحوذی ۴/ ۲۸۳ اشرفی)

(۲) بہتر یہ ہے کہ جلسہ مغرب کے بعد شروع کر کے عشاء کو کچھ تاخیر سے پڑھ کر ختم کر دیا جائے تا کہ سامعین پر بوجھ بھی نہ ہو اور وہ بیدار رہ کر علماء کی باتیں بغور سنیں اور اس پر عمل کا جذبہ لیکر جائیں اور آج کل جو رات بھر جلسوں کا بعض علاقوں میں رواج ہو گیا ہے وہ جلسے محض رسم بن کر رہ گئے ہیں کیونکہ ان میں شریک ہونے والے لوگ یا تو رات کا زیادہ حصہ ادھر ادھر ٹہلنے اور سیر گشتی میں گذار دیتے ہیں اور جو لوگ جلسہ گاہ میں بیٹھے رہتے ہیں وہ بھی وقت گذرنے کے ساتھ اکتا جاتے ہیں اور تھک ہار کر نیند کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور ایسے جلسوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک طرف مقرر صاحب کی بے تکان شعلہ بیانی ہوتی ہے اور دوسری طرف جلسہ گاہ کا پنڈال یا تو خالی ہو چکا ہوتا ہے یا سونے والوں کی کثرت سے مسافروں کی سرائے کا منظر پیش کرتا ہے اس طرح کے جلسوں میں مقصد کی باتیں کم آتی ہیں وقت گذاری زیادہ ہوتی ہے، جلسہ کے ذمہ داران صبح صادق کے انتظار

میں غزلوں اور نظموں سے وقت کو پورا کرتے ہیں اور مقرر صاحب بھی ادھر ادھر کی باتیں ملا کر اپنی بات کو بلا وجہ طول دیتے ہیں، واضح ہو کہ جلسوں میں رات کا جاگنا اصل نہیں بلکہ اصلاح اصل ہے اور ان طویل جلسوں سے عام طور پر اصلاح کا مقصود حاصل نہیں ہوتا اور رات بھر کی چیخ و پکار سے اطراف کی مسلم یا غیر مسلم آبادی کو جس کلفت سے گذرنا پڑتا ہے وہ بجائے خود اذیت ناک ہے جس کی اسلامی شریعت میں اجازت نہیں، اس لئے بہر حال دینی جلسے جلدی شروع ہو کر جلدی ہی ختم ہونے چاہئیں۔

عن ابی برزة قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یَنْهٰی عن النَّوْمِ قَبلَها و الحدیث بعدها، (ابو داؤد شریف ۲/ ۲۶۲، ترمذی شریف ۱/ ۴۲) کَرِهَ قَوْمٌ منهم السَّمَرَ بعدَ صلاة العشاء و رَخَّصَ بَعْضُهُمْ اذا کانَ فِی مَعنَی العلم و مَالابد منهُ من الحَوَائِجِ (ترمذی ۱/ ۴۲) قوله "والحدیث بعدهما" ای بعدَ صلاةِ العِشَاءِ، لانه یُوَدِی الی تَفْوِیتِ قیامِ اللَّیل بَل وصلاةِ الصُّبحِ أَیْضاً (بذل المجهود دار البشائر الاسلامیه ۱۳/ ۲۶۸) فقط والله سبحانه و تعالیٰ اعلم

املاہ احقر محمد سلمان منصور پوری

الجواب صحیح شبیر احمد عفی اللہ عنہ

۳۰/ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۱/ جون ۲۰۱۲ء

تحریک احیائے زکوٰۃ کی دعوت

قارئین کرام: فریضۂ زکوٰۃ سے امت مسلمہ کی غفلت سے شدید متأثر ہوکر بانی تحریک احیائے زکوٰۃ محبّ السنہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا عبدالمنان صاحب القاسمی دامت برکاتہم مجاز شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب حقی نوراللہ مرقدہٗ ہردوئی نے اپنے قائم کردہ ادارہ مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی، سیتامڑھی، بہار کی جانب سے ۲۵؍ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۸؍ اگست ۱۹۹۶ء سے جلسۂ زکوٰۃ کا سلسلہ صوبۂ بہار کے متعدد اضلاع و نیپال کے گاؤں و دیہات میں شروع کیا گیا جو اب بھی جاری ہے جس کا خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوا، اور ان مقامات پر ادائیگی زکوٰۃ کا سلسلہ شروع ہوا، اور اب بھی کام ہورہا ہے، اس طرح سے اب تک تقریباً دوسو سے زائد مقامات پر حضرت والا دامت برکاتہم کی جلسۂ زکوٰۃ میں بذات خود شرکت رہی۔

علمائے امت اور ارباب مدارس و مکاتب و ائمہ مساجد سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس دعوت کو اپنا مشغلہ بناکر محبّ السنۃ دامت برکاتہم کی زکوٰۃ کی مہم کو فروغ دیں اور تحریک احیائے زکوٰۃ کے کارواں میں شامل ہوکر اپنے اپنے علاقے میں جلسۂ زکوٰۃ کا انعقاد کر کے امت مسلمہ کو نصاب زکوٰۃ، افادیت

واہمیت بتائیں، زکوۃ نکالنے کا طریقہ سیکھائیں اور عدم ادائیگی پر عتاب الٰہی سے ڈرائیں، تاکہ زکوۃ کی ادائیگی کی برکات سے بے وقت بارش، قحط، سیلاب اور بہت سی آفات وبلیات سے حفاظت ہو سکے، نیز زکوۃ ادا کر کے صاحب نصاب مردوزن اپنے کو عذاب نار سے محفوظ کر سکیں اور غرباء وضرورت مند کی ضرورتیں بخوبی پوری ہو سکیں۔

امید کہ ارباب علم وفہم اور بہی خواہان قوم وملت اس کی طرف مخلصانہ، ہمدردانہ فکر لیکر اس کام کو آگے بڑھا کر فرض کی ترویج واشاعت کا ثواب دارین حاصل فرمائیں گے۔

والسلام

عبدالوالی منانی غفرلہٗ رجواڑوی

نظم

تحریک احیائے زکوٰۃ

شروع اللہ کے اسم گرامی سے جو اعلیٰ ہے
بڑا ہی مہرباں ہے اور نہایت رحم والا ہے

حدیث پاک میں ہے ذکر پانچ اسلام کے ارکان
اک ان میں سے زکوٰۃ ہے جو نہ دے کہیے اسے نادان

قرآن پاک میں ہے حکم اس کا جا بجا پھیلا
نہ کوتاہی ہو بس یہ عز م کر بہر خدا پختہ

زکوٰۃ اسلام کا ہے پل حدیث پاک میں مذکور
عمارت ہے بلند وبالا اور مال ہوتا ہے محفوظ

خدا نے صاحب ثروت بنایا ہے اگر تم کو
تو پھر چوری ڈکیتی اور تباہی سے بچا اس کو

تمہارا مال پاک وصاف دینے سے زکوٰۃ ہوگا
نہیں تو دوستو ، سارا کا سارا ہی نجس ہوگا

مصارف سورۂ توبہ کی آیت ساٹھویں میں آٹھ
بیاں فرما دیا ہے حق تعالیٰ نے وہاں پہ صاف

ہیں فقراء ومساکیں سب سے پہلے مستحق یارو
اور پھر یہ عاملیں صدقات کے ہیں مستحق یارو

تالیف قلب کی خاطر دیا جانا بھی علت تھی
وہ علت مصلحت فی الوقت تو پائی نہیں جاتی

غلام وباندی کی گردن چھڑانا ایک مصرف ہے
سبکدوشی دلانا قرض خواہوں کو بھی مصرف ہے

دیا کر فی سبیل اللہ اس کی جو وضاحت ہے
مسافر آخری مصرف یہ قرآں میں صراحت ہے

مسلمانوں میں ہے مردہ دلی چھائی ہوئی ہر سو
ہواء و نفس نے چادر ہے پھیلائی ہوئی ہر سو

اب چھیڑی عبد مناں نے ہے تحریک زکوٰۃ ایسی
تخیل میں ترقی عرش تک پرواز ہے جن کی

خدا کے فضل سے ہمت بڑھی ہے میرے حضرت کی
انہوں نے ڈال دی بنیاد ہے اس کار مشکل کی

صدی چودہ کی سترہ ہجری میں اپنے مدرسے سے
علاقہ در علاقہ چھیڑدی تحریک حضرت نے

بیانوں کا تسلسل مسجدوں میں بھی رواں رکھا
کبھی مسجد کبھی قریہ کبھی دیہات میں چرچا

اررریہ سے کیا ہے شیخ نے یہ کام دو بارہ
عوام الناس سے کرتے خطاب ہیں درد مندانہ

کہا ڈھاکہ میں حضرت نے کہ یہ بھی کام کر جاؤں
جہاں تک ہو سکے بس خدمت اسلام کر جاؤں

مخاطب حافظ وقاری وحاجی ، عالم ومفتی
کرو احیائے تحریک زکوٰۃ اور چھوڑ دو سستی

مسائل کو دلائل سے بیاں امت میں کرنے کو
ہمیں ہونا پڑے گا لیس اب ہر حال میں سن لو

گزارش ہے کہ اب ترغیب دیں ہم اہل ایماں کو
مسائل سے بھی ہم واقف کرائیں اہل ایماں کو

صدائے مرد مومن سن کے تم دوڑے ہوئے آؤ
گھٹاؤں کی طرح ہر سمت سے چھائے ہوئے آؤ

دعائے عبد والی ہے یہ تحریک عام ہو جائے
جہاں بھر میں اِفادہ عام صبح وشام ہو جائے

نظم

دعوت تحریک زکوٰۃ بنام علمائے کرام

پیش خدمت وارثین انبیاء صد احترام
کر رہے ہیں ہم سرِ دست آپ کو دل سے سلام

یہ گذارش خاص رکھی ہے بعنوان زکوٰۃ
جس کی کوتاہی سے ہم سب کی نہ ہو مشکل نجات

جا بجا قرآں میں اس کا حکم ہے پھیلا ہوا
رب تعالیٰ جس کی کوتاہی سے ہوتا ہے خفا

سب عوام الناس میں بیداری لانے کے لئے
اہمیت سے روشناس اس کی کرانے کے لئے

آٹھ اگست انیس سو چھیانوے تھی عیسوی
ربیع اول کی پچیس چودہ سوسترہ ہیجری

چھیڑدی تھی عبد مناں نے سدا تحریک تب
کل قیامت میں شکایت ہو نہ پائے پیش رب

ابتدا کی مدرسہ امدادیہ سے شیخ نے
عرصہ پہلے قریہ قریہ سلسلہ یہ شیخ نے

جس کا خاطر خواہ حاصل فائدہ ہوتا رہا
سلسلہ اب بھی ہے جاری شہر اور دیہات کا

ہم اولوالعزمی سے اس تحریک کے حصہ بنیں
بلغوا عنی ولو آیۃ کی تشریحات میں

ہو عوام الناس میں ہنگامۂ احساس اب
حق غریبوں کا نکالیں سرخرو ہوں پیش رب

ذمہ داری نائبین انبیاء ہے آپ کی
اپنے اپنے حلقے میں افہام وتفہیمات کی

عبد والی خاکپائے عبد منان قاسمی
کر رہا ہے التجا یہ سب سے با صد عاجزی

خدائے پاک کے بندوں کی جوامداد کرتا ہے

شروع اللہ کے اسم گرامی سے جو داتا ہے
بڑا ہی مہرباں ہے جو نہایت رحم والا ہے

خدائے پاک کے بندوں کی جو امداد کرتا ہے
یقیناً ایسے بندوں کو خدا بھی یاد کرتا ہے

سبھی اسلام کے ارکان پر جو ہو عمل پیرا
فصیل خلد کو اپنے لئے ہموار کرتا ہے

جو سونا چاندی رکھتے ہیں زکوۃ ان کی نہیں دیتے
وہ دنیا آخرت کے عیش کو برباد کرتا ہے

گرانی زندگانی میں اسے ہر جاپہ ہوتی ہے
قحط سالی سے آزادی کو پھر فریاد کرتا ہے

بڑا زہریلا گنجا سانپ لپٹ جائے گا گردن میں
خزانہ ہوں تیرا ہی مال ہوں کیا یاد آتا ہے

جو دولت کے نشے میں چور ہو جائے کبھی بندہ
خدائے واحد وقہار بارش روک دیتا ہے

بخالت جن کی عادت ہے ہلاکت ہو نصیب ان کو
فرشتہ رب تعالیٰ سے یہی فریاد کرتا ہے

دعائیں ہیں ملائک کی کہ ان کا مال بڑھ جائے
سخاوت سے خودی کو جو سدا آباد کرتا ہے

سند ملتی ہے جنت کی خدا کے حکم سے ان کو
مئے وحدت سے جو بھی آخرت آباد کرتا ہے

خدا کے حکم سے منہ موڑتا ہے عبد والی جب
وہ اپنی ذات پہ خود ظلم واستبداد کرتا ہے

نتیجۂ فکر: عبدالوالی منانی غفرلہ رجواڑوی

ناشر

مکتبہ فیض ابرار

طیب نگر، راجوپٹی، سیتامڑھی (بہار)